

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دن کے انداز میں پراور اہل مذہب کا پیچیدہ اذعان

(یعنی)۔۔۔

روادع الحسب

ایڈیٹر۔ قاضی محمد قمر الدین

نہایت دلچسپ اور اعلیٰ درجے کا مطالعہ

چند روز میں تمام پیمائش کا سامان ملے گا

نمبر (۱۰) اکتوبر ۱۹۲۵ء مطابق موسم الاول ۱۳۴۴ھ جلد ۲۴

فہرست مضامین

اسلامی اذان کی فلاسفی ۲۲۵-۲۲۹	کتوب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی
عدم رجوع مسیح ناصری ۲۲۹-۲۳۵	مولانا محمد امجد علی صاحب مولوی فضل امیر جماعت احمدیہ مالابا
صداقت حضرت مسیح موعودؑ ۲۳۵-۲۴۲	حافظ جمال احمد صاحب مبلغ جماعت احمدیہ
کیا کفار کے بچے منجھ میں جائیں گے؟ ۲۴۲-۲۵۰	مولانا شیخ عبد الرحمن صاحب مولوی فضل علی صاحب جامع ادرہ
ہندوستان میں اشاعت اسلام ۲۵۰-۲۵۴	ماہود
واذا الصحف نشرت	ترجمہ ریویو انگریزی
منذرات ۲۵۴-۲۵۸	مفتی فضل حسین صاحب احمدی صاحب سنکرت سکول
ذبح گناہ اور منڈوں کا دیدار ۲۵۸-۲۶۸	

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں مہتمم عبد الرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپا پیکر قادیان شائع کیا

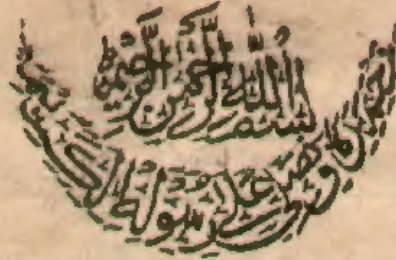
فہرست کتب

مندرجہ ذیل کتابیں احباب اگر خریدیں تو صرف ان کے اپنے معلومات میں اضافہ ہوگا۔ بلکہ وہ اسے تقسیم کر کے تبلیغ کے فرض سے ایک حد تک سبکدوش ہو سکیں گے۔ خدا کے فضل سے یہ نہایت نادر مجموعہ ہے۔ خاص تو جو فرمادیں :

چھ ماہ کے پیر بخشی رسالوں کا جواب	مختلف ترکیب
۱۰۱	رسالہ کلامہدی الہی عیسے جس میں تمام احادیث متعلقہ ہمدی پر جمع ہے ۴۷
۱۰۰	چند کارآمد حوالے ۱
۱۰۰	آریہ سماجی دکاندھی جی
۱۰۰	احمدی غیر احمدی میں فرق
۱۰۰	مسیح موعود و اُمت محمدیہ
۱۰۰	اسلام کی اندرونی تصویر
۱۰۰	کفتارہ
۱۰۰	بطحان مشرق و روضہ مادہ
۱۰۰	۲
۱۰۰	۳
۱۰۰	۴
۱۰۰	۵
۱۰۰	۶
۱۰۰	۷
۱۰۰	۸
۱۰۰	۹
۱۰۰	۱۰
۱۰۰	۱۱
۱۰۰	۱۲
۱۰۰	۱۳
۱۰۰	۱۴
۱۰۰	۱۵
۱۰۰	۱۶
۱۰۰	۱۷
۱۰۰	۱۸
۱۰۰	۱۹
۱۰۰	۲۰
۱۰۰	۲۱
۱۰۰	۲۲
۱۰۰	۲۳
۱۰۰	۲۴
۱۰۰	۲۵
۱۰۰	۲۶
۱۰۰	۲۷
۱۰۰	۲۸
۱۰۰	۲۹
۱۰۰	۳۰
۱۰۰	۳۱
۱۰۰	۳۲
۱۰۰	۳۳
۱۰۰	۳۴
۱۰۰	۳۵
۱۰۰	۳۶
۱۰۰	۳۷
۱۰۰	۳۸
۱۰۰	۳۹
۱۰۰	۴۰
۱۰۰	۴۱
۱۰۰	۴۲
۱۰۰	۴۳
۱۰۰	۴۴
۱۰۰	۴۵
۱۰۰	۴۶
۱۰۰	۴۷
۱۰۰	۴۸
۱۰۰	۴۹
۱۰۰	۵۰
۱۰۰	۵۱
۱۰۰	۵۲
۱۰۰	۵۳
۱۰۰	۵۴
۱۰۰	۵۵
۱۰۰	۵۶
۱۰۰	۵۷
۱۰۰	۵۸
۱۰۰	۵۹
۱۰۰	۶۰
۱۰۰	۶۱
۱۰۰	۶۲
۱۰۰	۶۳
۱۰۰	۶۴
۱۰۰	۶۵
۱۰۰	۶۶
۱۰۰	۶۷
۱۰۰	۶۸
۱۰۰	۶۹
۱۰۰	۷۰
۱۰۰	۷۱
۱۰۰	۷۲
۱۰۰	۷۳
۱۰۰	۷۴
۱۰۰	۷۵
۱۰۰	۷۶
۱۰۰	۷۷
۱۰۰	۷۸
۱۰۰	۷۹
۱۰۰	۸۰
۱۰۰	۸۱
۱۰۰	۸۲
۱۰۰	۸۳
۱۰۰	۸۴
۱۰۰	۸۵
۱۰۰	۸۶
۱۰۰	۸۷
۱۰۰	۸۸
۱۰۰	۸۹
۱۰۰	۹۰
۱۰۰	۹۱
۱۰۰	۹۲
۱۰۰	۹۳
۱۰۰	۹۴
۱۰۰	۹۵
۱۰۰	۹۶
۱۰۰	۹۷
۱۰۰	۹۸
۱۰۰	۹۹
۱۰۰	۱۰۰

تشیخہ ایکجنسی کی بہترین کتب

- ۱۔ براہین العقائد۔ فضلاء سلسلہ احمدیہ نے سات ارکان اسلام پر قرآن مجید سے عقلی دلائل دیے ہیں ۸
- ۲۔ معارف القرآن۔ حضرت خلیفۃ المسیح دہلوی کے درس القرآن فی رمضان ۱۳۱۷ھ کے نوٹ ۸
- ۳۔ مقصد مذہب۔ محرکہ الآراء مضمون جو مذہبی کانفرنس ہونے میں کل مذاہب کے نمایندگان کے سامنے پڑھا گیا ۱۳
- ۴۔ سلسلہ احمدیہ تصوف۔ مذہبی کانفرنس دہلی لندن میں جو دو مضامین پڑھے گئے ان کا ترجمہ ۵
- ۵۔ ہمدانیہ الدیوانی کی نہایت محرکہ الآراء مضمون ہے جو نایاب ہندوستانی کتب خانہ احمدیہ کے تھے ۱۶
- ۶۔ کمالات احمدیہ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب ایم تسمی کے مایا ناز اختر افتاد شہادت مرزا کا دفاعی جواب ۱۶
- ۷۔ مباحثہ سرگودہ۔ تحریری مباحثہ جو جناب سید محمد الحق صاحب مولوی ثناء اللہ صاحب کے ۱۶
- ۸۔ التشریح الصحیح فی نزول المسیح۔ مسئلہ نزول مسیح کے متعلق تمام دلائل جمع کر دیے ہیں ۱۶
- نوٹ۔ اسٹورن کتابوں کے اکٹھے خریدار کو اڑھائی روپے میں یہ کتابیں دی جاسکتی ہیں ۱۶



اسلامی اذان کی فلاسفی

— (رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ) —

ہر مذہب میں | جس قدر مذہب ہیں ان میں نماز باجماعت ایک ضروری فرض قرار دیا گیا ہے۔
عبادت باجماعت | ہندو مندروں میں یہودی صومعوں میں مسیحی گرجوں میں ضروری کسی نہ کسی دن اپنے
سب بھائیوں کے ساتھ مل کر عبادت کرنے کے لئے جاتے ہیں اسلام نے اس طریق عبادت کو اور بھی زیادہ
ضروری قرار دیا ہے اور پانچ وقت ہر ایک مسلمان کا فرض مقرر کیا ہے کہ مسجد میں جائے اور اپنے بھائیوں
کے ساتھ مل کر خدا تعالیٰ کی عبادت بجالائے۔

معبود کی طرف | اس ضروری فریضہ کی ادائیگی کے لئے جس میں ایک مقام کے سب ہم مذہبوں کا جمع ہونا
بلائے کا طریق | ضروری ہوتا ہے۔ یہ بھی ضروری تھا کہ ایسا نشان مقرر کیا جاتا جس کے ذریعہ سے سب
لوگ سمجھ جاتے کہ اب ہمیں سب کاموں کو چھوڑ کر اپنے معبود کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیئے۔ چنانچہ اسی غرض کے
لئے مختلف مذاہب کے لوگوں نے مختلف طریقے اعلان کے مقرر کیئے ہیں۔ ہندو زسنگما کے ذریعے مندر
کی طرف بلائے ہیں۔ مسیحی گھنٹے کے ذریعے عبادت کے وقت کا اعلان کرتے ہیں۔ یہودی ناقوس کے
ذریعہ سے منادی کرتے ہیں۔ جو سب اعلان کے اچھے ذریعے ہیں۔ لیکن ہم بھی بے معنی شور سے زیادہ
اور کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

اسلام میں اذان | جب اسلام میں نماز باجماعت فرض ہوئی تو یہ سوال بھی پیدا ہوا کہ لوگوں کو
کی ابتداء | نماز کے لئے جمع کس طرح کیا جائے۔ بعض نے مشورہ دیا کہ گھنٹہ بجایا جائے بعض
نے زسنگما اور بعض نے ناقوس کو پسند کیا بعض نے مشورہ دیا کہ عربیہ دستور کے مطابق کہ جب قوم کو جمع
کرنا ہو تو کسی ٹیلہ پر آگ جلا دیتے ہیں۔ ایک اونچی جگہ پر آگ۔۔۔ جلادی ہر ایک کو اس میں کسی تجویز
کو پسند نہ کیا گیا اور ہمارے محبوبی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ ناقوس بجا دیا جائے کہ گھر و گھر

دن ایک صحابی نے اپنی خواب سنائی کہ مجھے ایک شخص نے روایا میں بتایا ہے کہ لوگوں کو نماز کے لئے ان کلمات کے ذریعے سے بلاؤ۔ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ اشھد ان محمد رسول اللہ۔ اشھد ان محمد رسول اللہ۔ حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خواب کی نسبت فرمایا کہ یہ ضرور سچ ہے اور حکم دیا کہ ہر نماز سے پہلے ایک بلند آواز شخص ان کلمات کو زور سے پکار کر کہے کہ سب مسلمانوں کو علم ہو جائے کہ اب نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

اذان اسلامی اذان کے کلمات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو براہ راست وحی میں نہیں بتائے گئے تھے لیکن چونکہ ان کی تلقین روایہ کے ذریعے سے ہوئی ہے اس لئے یہ الٹی احکام ہی کا نتیجہ ہیں انھان کی خوبی اور حسن اس بات کی طرف منسوب ہے جو سب خوبیوں کا سرچشمہ ہے جس طرح اور امور میں اسلام دوسرے مذاہب پر فوقیت رکھتا ہے اس طرح اسلام دوسرے مذاہب کا طریق اعلان بے معنی ہے اسلام کا طریق اعلان معنی اذان اسلامی تعلیم کا خلاصہ ہے اور اس کے ذریعے سے مسلمانوں کی طرف سے پانچ وقت بلند آواز سے دوسرے مذاہب کے سامنے اسلامی تعلیم پیش کی جاتی ہے اذان کے الفاظ میں اسلام کے ساتھ اصولی تعلیموں کو پیش کیا گیا ہے جو گویا اس اسلام کا خلاصہ ہیں۔

پہلا اصل پہلا اصول اللہ اکبر کے الفاظ میں پیش کیا گیا ہے جس کا معنی ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے جبکہ اللہ اکبر میں پہلی تعلیم ہے جو اسلام بنی نوع انسان کے پیش کرتا ہے خدا کی بڑائی اور اس کی تعلیم اسلامی تعلیم کا ایک بڑا جزو ہے کوئی انسان کسی چیز کے حصول کے لئے کوشش نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کو سب سے پہلے یہ نظر نہ آدے کہ وہ چیز اس قابل ہے کہ اس کی طرف توجہ کی جائے عقل کی تسلی اور دلیل کی رہبری کے بغیر اس کے حصول کا خیال بھی اس کے دل میں پیدا نہیں ہو سکتا پس اسلام دینی تعلیم کا ایک جزو یہ پیش کرتا ہے کہ میری تعلیم میں خدا تعالیٰ کی علو شان اور عظمت مرتبت کو ثابت کیا گیا ہے۔

دوسرا اصل دوسرا مقام توحید کا ہے یعنی بڑائی اور چھوٹائی کا خیال ہی درمیان سے اٹھ جائے اور اس قسم کی محبت دل میں پیدا ہو جائے اور اپنا تعلق قائم ہو جائے کہ اس کے سوا کوئی اور شے نظر ہی نہ آئے وہی وہ آنکھوں کے سامنے رہ جائے پس اللہ اکبر

کے بعد اذان میں اشھد ان لا الہ الا اللہ رکھا گیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی ہستی ایسی نہیں ہے جس کی طرف توجہ کی جائے اور جو انسان کا مقصد بن سکے گویا خدا تعالیٰ کے معاملے میں

موازنہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک خوبی اور خیر اس کی طرف سے آتا اور اسی کی طرف لوٹتا ہے پس وہ ایک ہی لمحہ ہے اور ایک ہی مادہ۔ ان دونوں سے قدرت باری کے کامل اور ایک ہی مادہ اور لمحہ ہونیکا ثبوت دیکھا ان انسان کو اس طرف متوجہ کرتی ہے کہ یہ کامل خدات اپنی ذات میں ہی کامل نہیں بلکہ انسان کو بھی کامل کرنا چاہتی ہے چنانچہ وہ اپنی طرف سے بعض انسانوں کو منتخب کر کے نئی نوع انسان کو اپنی طاقات کے لئے بھیجتا ہے اور ان ہی سے آخری رسول اور داعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تیسرا اصل اذکار کا یہ جملہ اَشْھَادَاتُ مُحَمَّدٍ رَسُوْلَ اللّٰہِ اِسی کی طرف اشارہ کرتا ہے اس جملہ میں اسلام کے اس اصل کا اعلان کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ باوجود اپنی بلند شان کے انسان کو چھوڑ کر الگ نہیں ہو جاتا بلکہ وہ اپنے رسول کے ذریعے

سے اسکو کامل کرتا رہتا ہے اور اپنی محبت کا ثبوت دیتا رہتا ہے۔

چوتھا اصل اِس کے بعد چوتھا سوال قدنا یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان کو کامل کرنے کا ذریعہ **حی علی الصلوٰۃ** میں کیا ہے اس کا جواب چوتھے فقرہ میں دیا گیا ہے اور کیا ہی سچا جواب ہے

حی علی الصلوٰۃ انسان عبادت کی طرف کام کی طرف حرکت کی طرف دعا کی طرف آ یعنی رسولوں کی بعثت کی غرض کو پورا کرنے اور خدا کے کامل کے ملنے کا ذریعہ ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ انسان صحیح ذرائع سے جدوجہد کرے اور مجاہدہ اور اصلاح نفس کے ذریعے سے اپنے نفس کو پاک کرے کوئی اگر کوئی ایمان کوئی تعلق کسی دوسرے انسان کا کفارہ اسکو کامل نہیں کر سکتا اسکے لئے ایک ہی راہ نکلی ہے اور وہ اپنے نفس کی قربانی اپنی جان کا کفارہ اور طبعی طریقہ کی اتباع ہے جب تک وہ ایک ایک قدم صحیح اور سچے طریقوں کی پیروی کرتے ہوئے آگے نہ چلے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا بیویوں کا یہ کام نہیں کہ وہ خدا اور بندوں کے درمیان واسطہ ہوں بلکہ ان کا یہ کام ہے کہ وہ صحیح راستہ دکھائیں۔ اپنے نمونے سے لوگوں کو روحانی تعلیمات پر چلنے کا طریق بتادیں اور انکی ہمت بڑھادیں اور انکی مدد کریں ورنہ اصل ذمہ داری اور کام کا بوجھ ہر شخص کے اپنے سر پر ہے دوسرا طریق اس کلمہ میں دعا کا بتایا ہے محنت کے ساتھ انسان کا فرض ہرگز نہ ہا کرے اور اللہ تعالیٰ فی فضل چاہے تاکہ اس کی محبت جوش میں آئے اور وہ ہر قدم پر اس کا نگران اور محافظ ہو اور غیر مترقبہ مصائب کو اس کی ترقی میں حائل نہ ہونے دے۔

پانچواں اصل اسکے بعد پانچواں اصل نماز میں یہ بتایا گیا ہے کہ حی علی الفلاح تمام احکام شریعت **حی علی الفلاح** میں انسان کے اپنے فائدہ کے لئے ہیں خدا تعالیٰ کو ہرگز ان سے کوئی فائدہ نہیں اور نہ ان کی غرض انسان کو دیکھ میں ڈالنا ہے شریعت کے احکام ایک بوجھ کے طور پر اور محبت کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آزمائش کے طور پر نہیں ہیں بلکہ روحانی علاج ہیں جن کے بغیر انسان روحانی طور پر مکمل ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ بغیر نتیجہ کے نہیں ہیں اور اس کا نتیجہ خود انسان کو ہی ملتا ہے نہ کہ کسی اور کو اور یہ کہ انسانی اعمال بلا عظیم الشان نتائج پیدا کرتے نہیں رہیں گے بلکہ ان سے اعلیٰ درجہ کے نتائج پیدا ہونگے۔

چھٹا اہم پھر اس کے بعد پھر بے لافقرہ اللہ اکبر کا ذکر آیا ہے مگر اس کی غرض سے نہیں بلکہ اللہ اکبر کی تکرار میں

فلاح دکامیابی جو انسان کو حاصل ہونی چاہی ہے اس کی تشریح کے طور پر اور یہ بتانے کے لئے کہ جو ایمان خدا تعالیٰ کی بڑائی پر دلائل سے پیدا ہوتا ہے وہ اسلام کی تعلیم پر چل کر آخر مشاہدہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اور اسلام کے نزدیک انسان کی حقیقی کامیابی یہی ہے کہ وہ اپنی انگوٹوں سے اور اپنے تجربے سے ان تعلیمات کی سچائی کو دیکھ لے جن کو پہلے صرف دلیل اور عقل سے وہ ماننا تھا چنانچہ کامیابی کے بعد ان الفاظ کو دہرا کر بتایا ہے کہ اسلام کی رُوح سے مومن اس حد تک کامیاب ہو سکتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی بڑائی کو اپنی انگوٹوں سے مشاہدہ کرے۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی صفات کو خود اپنی ذات میں جلوہ گرد دیکھے پس ان کلمات کے ذریعے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ اسلامی تعلیم پر چل کر انسان خدا تعالیٰ کا ایسا مقرب ہو جاتا ہے کہ وہ اُس کی بڑائی کو دلیل ہی سے نہیں بلکہ اپنے مشاہدہ اور ذاتی تعلق سے صادق پاتا ہے۔

ساتواں اہم خری اسکے بعد آخری درجہ ترقی کو بھی اذان کے دوسرے کلمہ کے ذریعے سے ظاہر کیا ہے یعنی لا الہ الا اللہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تمام ان روحانی سیلوں

کے بعد اور تجارت کے بعد انسان جس نتیجہ پر پہنچتا ہے اور جس حقیقت پر آگاہ ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا سب چیزیں فانی اور بے حقیقت ہیں غیر فانی حقیقی اور مقصد اعلیٰ نہیں اور پہلے جو وہ اس عقیدہ کو دلائل سے تسلیم کرتا تھا اب اپنے وجود میں فنا ہو کر اللہ روحانی ترقیات کے اعلیٰ مقامات کو حاصل کر کے بطور مشاہدہ کے ان باتوں کو دیکھ لیتا ہے اور روحانی بینائی کے ذریعہ سے اس امر کو دیکھ لیتا ہے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے باقی سب چیزیں اپنی ذات میں بے حقیقت ہیں۔ اور اُن کی ہستی محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ہے تمام اسباب اور علتوں کی کڑیاں اُس کی آنکھوں کے آگے پھر جاتی ہیں اور وہ مادیت کے تاریک میدان سے نکل کر توحید کے روشن مقامات پر جہاں کہیں باریک درباریک تو ان میں ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح ہو جاتے ہیں۔ پہنچ جاتا ہے۔ اہل اس وقت اس کا تعلق خدا تعالیٰ سے کسی اور غرض سے نہیں رہتا بلکہ اُس کے حسن اور اس کی خوبصورتی اور اُس کے کمال اور اُس کی توحید کیلئے ہوتا ہے جو کسی چیز کو دخل انداز ہونے بلکہ حقیقتاً موجود ہونے کی بھی اجازت نہیں دیتی۔ یہ سات اصول اسلامی تعلیم کا خلاصہ ہیں جو پانچ

مؤذن کی مانند آواز کے ذریعہ سے دنیا کو ستاؤ جلتے ہیں اور اس سے بہتر اور اس سے مختصر اس کے زیادہ مؤثر پیرایہ کسی مذہب کی تعلیم کے شائع کرنا کا یہ کیا ہو سکتا ہے مسلم کی اذان بلاوا کا بلاوا بھی ہوتا ہے اور تبلیغ کی تبلیغ وہ کوئی عمل ایسا نہیں کرتا جو لغو اور بے معنی ہو بلکہ اسکو بتایا گیا ہے کہ اس کا ہر ایک فعل اپنے اندر ایک معنی رکھتا ہو۔ اور اسکی ہر ایک حرکت ایک حقیقت پر مشتمل ہو۔

عدم رجوع مسیح ماضی علیہ السلام

مولویوں کا تو ذکر نہیں بعض جملے مانس بھی دفات میں کے دلائل سے گھبرا کر رجوع موتی کا سہارا ڈھونڈنے لگ جاتے ہیں یہاں بھی شرعی اور عقلی دلائل کے سامنے جب تاب مقابلہ نہیں ہوتی تو چارہ گری کے لئے یہ پہلو اختیار کرنے لگتے ہیں کہ چونکہ انکے انکی پیش گوئی ہے اس لئے وہی آئینے خواہ کچھ بھی آئیں میرا مدعا صرف یہ دکھانا ہے کہ حضرت مسیح ماضی کا دوبارہ نزول محال اور باطل ہے خواہ وہ زندہ ہوں خواہ فوت شدہ۔ میں اپنے اس اختصار میں مدار استنباط فی الحال صرف کلام مجید پر محدود کرتا ہوں۔ دلائل تو وہی ہیں جو احمدیہ لٹریچر میں پیشتر سے موجود ہیں میں صرف حقیقت کی روکشاہی ایک اور پہلو سے کرتا ہوں۔ مطلوب تو امت محمدیہ سے ہی مسیح کا ہونا ہے۔ حضرت مسیح ماضی کی عام نبیوں کے لہرہ میں شمار ہونے کی وجہ سے میں ان کا دوبارہ آنا غلط کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ما ذا اُجبتم قالوا الا علمہ لنا انک انت علام الغیوب (المائدہ ۱۱۰) حضرت عیسیٰؑ ازل فرما ہو کہ جب چالیس سال بعد و جد سے یہود و نصاریٰ کی پوری سرگزشت اور معتقدات فرقہ بندی اور عیسوی پرستی وغیرہ سے کامل طور پر آگاہ ہونگے اور تمام اہل مذاہب کو حلقہ گوشان اسلام بنائینگے تو ما ذا اُجبتم کہ جواب میں مجھے تو کچھ بھی خبر نہیں علام الغیوب تو ہی ہے کتنا حق کو چھپانا اور کتمان شہادت اور کذب بیانی نہیں تو اور کیا ہے؟ اس بزرگ رسول کو ایک طرف خدائی صفات سے متصف اور دوسری طرف ایک عوامی مقدمہ باز کی طرح دروغ گوئی میں ملوث نہ کرو۔ دیکھو جبکہ اسے ما ذا اُجبتم؟ الما یرسلین (قصص ۶) کا سوال ہوتا ہے تو وہ اس طرح کذب بیانی نہیں کرتے بلکہ خاموش رہتے ہیں کیونکہ پریشانی کی وجہ سے انکی جو اس باختگی کی حالت ہوتی ہے جیسے فرمایا فحمیت علیہم الانباء کو مہذب مگر انبیاء کو تو اس تو حشناک نظارہ سے کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی کیونکہ فرمایا ہے وہم من فزع یومئذ لا یفلحون (نمل ۶) دوسرے انبیاء کی طرف سے تو یہ جواب درست ہے کیونکہ وہ اپنی رحلت کے بعد اپنی امت

کی حالت سو بے خبر ہیں لیکن حضرت عیسیٰ دوبارہ آئینگے تو اپنی اُمت کیا دوسروں کی حالت سے بھی باخبر ہو جائیں گے۔ پس یہ جواب درست نہ ہوگا۔ قرآن کی آیت صحیح اور اٹل ہے اور مسیح کی آمد ثانی کی کمانی فترت محض۔ سوچو۔

— (۲) —

حضرت مسیح کا معبود نصاریٰ ہو نیکی حیثیت کو بھی نزول محال۔ قرآن فرماتا ہے: یوم نحشرهم جمیعاً ثم نقول للذین اٰشركوا مکانکم انتم وشرکاءکم فزیلنا بینہم وقلل شرکاءہم ما کنتم ایاہا تعبدون فکفی باللہ شہیداً بیننا و بینکم وان کننا عن عبادتکم لغافلین (یونس ع) حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہوں تا مردہ انکی آمد ثانی غیر ممکن ورنہ ما کنتم ایاہا تعبدون اور وان کننا عن عبادتکم لغافلین کننا صریح خلاف بیانی، دوبارہ آنیکی صورت میں نبی ہو کر انکی یہ جرات غیر احمدیوں کے نزدیک ہی مسلم ہو تو ہو عقیدہ نزول سے عیاذاً باللہ ان کو کذاب ٹھہراؤ یا انتظار نزول سے باز اگر انکو صادق مصدق جانو۔ یہ اختیار ہمارے دوستوں کو غور کرو۔ ایک خاص اور شخص رسول کی حیثیت سے بھی انکی آمد ثانی محال ہے کیونکہ فرمایا گیا ہے: کنت علیہم شہیداً امام امت فیہم فلما توفیتنی کنت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید (مائتہ ع) فرض کر لیا کہ توفیتنی سے مراد پورا پورے لیٹا ہے اور حضرت مسیحؑ اجل چرخ چارم یا دوم پر تشریف فرما ہیں مگر بعد اسی نصرانی منکرات اور دجالی غواہیت سے کامل طور پر مطلع ہو کر بھی کنت علیہم شہید امام امت فیہم اور فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم فرمانا کہاں تک ایک انوار العرم نبی کے شایاں ہے اسکا نام صداقت شعاری اور حق گوئی ہے۔ اگر کوہ توفیتنی کے بعد کے حالات کو لاعلمی کا اظہار ہے یعنی رفع و نزول کے درمیانی زمانہ کے حالات سے۔ تو غور کرو کہ سوال کسی خاص زمانہ نہ مخصوص نہیں علاوہ ازیں کنت علیہم شہید امام امت فیہم کہنا بھی کذب ہو جاتا ہے جبکہ بعد از نزول بھی امام امت فیہم صادق آ رہا ہے۔ غرض جب تک اس قرآنی آیت کی صحت مسلم ہے نزول ثانی کا قضیہ باطل دیکھو تو۔ ایک مومن دنیوی سلطنت کے نائب کی کچھری میں دروغ گوئی کا ارتکاب خواہ اسکی جان پر بھی اپنے اسلئے نہیں کرنا کہ تقویٰ اللہ اور اخلاق مانع ہوتے ہیں پھر کیا کہتے ہو ایک بزرگ نبی کے متعلق اور وہ بھی رب العالمین کے دربار میں۔ تدبر کرو۔

حضرت مسیح کی اپنی زبانی کہ وہ دوبارہ تشریف فرما نہ ہونگے فرمایا و بکا بوالدنی ولم یجعلنی جباراً شقیّاً والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاً۔ از مرث ثلاثہ ولادت۔ وفات۔ قیامت تینوں میں سلامتی کی یاوری کو تحدیث نعمت کے طور پر وہ بیان فرماتے ہیں۔ گل ادیان کو مہر و کھکے

اہل عالم کو حلقہ بگوشان اسلام بنا کر سرور عالم کے ساتھ مدفون ہونگے۔ مگر دیکھئے کہ اس مجسم سلامتی کے دُور اور خارق عادت سماوی زندگی صفت کجی سے متصف ہونے وغیرہ کا ذکر ہے کہ بھول کر بھی نہیں فرماتے۔ سلامت باری کے ان غیر معمولی اور عظیم الشان دُوروں کو نظر انداز کرتے ہوئے بالکل اپنے رشتہ بھائی حضرت یحییٰ کی طرح انہیں تین زبانوں اور تغیر کے تین مرحلوں کو بیان کرنا جن کو ہر فرد بشر اور ابن آدم طے کرتا ہے اہل دانش سے برہانی سفارش کے ساتھ اپیل کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت شدگی کی صورت میں بھی دوبارہ آئینگے اور نہ زندگی کی صورت میں، انہیں بلکہ وہ لذت موت کے آشتا ہو کر لاشی اموات ہو گئے ہیں صلوات اللہ علیہ وعلیٰ من جاء باسماہ۔

غور تو کرو کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق جس طرح تین سلامتیوں کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ سلام علیہ یوم ولد و یوم الموت و یوم یبعث حیا۔ محض انہیں تینوں کا ذکر وہاں بھی کیا ہے حالانکہ ایک معمولی فرق کو جو نزول ساہم و انفع نہیں ہے۔ بجز ابوالدینہ اور بجز ابوالدقی کہ ظاہر فرمایا ہے۔ قربان ہے قرآن کی اعجاز بیانی پر۔ اجماع یہ بھی تو نہیں کہا جاسکتا کہ سوانح میں توازن رکھنے کے لئے یہ تین کی مساوات قائم کی گئی ہے والدہ اور والدین کے لفظ سے وہ نکتہ بھی دیدار ہو جاتا ہے۔ مولیٰ نہ منطوق بول اٹھیلگی کہ کیا ہوا۔ صرف تین کے ذکر سے عدم نزول کیونکر ثابت ہوگا جبکہ عدم ذکر سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ مگر صاحب! اعلیٰ اور اتم بالذکر ترک کر کے ادنیٰ و انقص کو ذکر کرنا خفیا جبکہ اعلیٰ و اہم کا ذکر ضروری ہو معمولی عقل سے بھی دُور ہے تو کجا سرچشمہ حکمت و دانش خالق فطرت جل جلالہ۔ تفکر سے کام لو۔

حضرت مریم کا پلوٹھا ہونے کی حیثیت سے بھی حضرت مسیح ناصری نہ آئینگے فرمایا۔ اذ قالت الملائكة یا مریم ان اللہ یشراک بکلمۃ منہ..... و یعلمہ الكتاب والحکمۃ والتورۃ والا انجیل و در صولا الیٰ ابنی اسوئیل (ال عمران غ) نزول ثانی کا مختصر قصہ اس بشارت کو جو تلامیح سے پیشتر فرشتوں نے حضرت مریم کو دی تھی مغز حقیقت سے خالی روح معنی سے عاری ثابت کرتا ہے۔ تورات و انجیل سکھانے کی بشارت دی جاتی ہے جبکہ محض تین سال کے لئے استعمال کرنا ہے اور جس استعمال کا نتیجہ بھی غیر خوش کن۔ قرآن سکھانے کا ذکر نہیں جس کو نہ صرف چالیس سال تک بطور سماوی حربہ کے استعمال فرمائینگے بلکہ انکی بے نظیر کامیابی کا واحد ذریعہ ہی یہ ہوگا۔ سوچو تو سہی! آمد ثانی کی کمائی مصنوعی ہے یا قرآنی علوم سے ناواقف ہو کر ہی وہ اسلام کو غلبہ بخشینگے۔ اور اسکے سکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اسکے سکھانے کا تو ذکر نہیں یا بغیر سکھاؤ سیکھ جائینگے جبکہ تورات و انجیل سے بغیر سکھاؤ واقف نہ ہوئے حالانکہ قرآنی صفت میں فیہا کتب قیمۃ وارد ہے غرض مریم کو اس عظیم الشان بشارت سے محروم رکھنے میں

کیا بھید تھا جبکہ اس سے ادنیٰ سے محروم نہ رکھا۔ کیا فرشتوں نے سہو کی وجہ سے ترک اولیٰ کا ارتکاب کیا ہے یا کوئی اور انکشاف پر مدہ کتم میں ابھی تک مخفی ہے۔

حقائق و معارف کی کثرت اور ہدایت کے سہل و بلند ترین ذرائع کی وجہ سے قرآن ان دونوں کتابوں سے ارفع اور اپنے وسیع اثر اور حضرت مسیح کی غیر معمولی نفع کے مدار ہونیکی وجہ سے ان دونوں سے کہیں بالاتر اسکے عشر عشر بھی تو حضرت مسیح کو ان دونوں کتابوں سے واسطہ نہ تھا۔ یہی تو تھا کہ صرف سہ سالہ منادی کی نوبت ہوئی اور آپ مرفوع ہوئے۔ مگر باوجود اسکے ان دونوں کے سکھائے جانیکا ذکر ہے اور پیشگوئی کے طور پر بشارت دیجاتی ہے مگر اس قرآن کو سکھانیکا ذکر جسکی خدمت چالیس سال فرما بیٹھے اور جسکی بدولت کل دنیا کو نفع کر سکا اور پہلی ناکامی کی تلافی ہوگی یہود و عنود سے بددینے بھول کر بھی نہیں کیا جاتا۔ عدم نزول ثانی کیلئے میں حزن ہوں اس سے واضح اور کیا استنباط درکار ہے۔ یہ بھی تو نہیں کہا جاسکتا کہ قرآن کا سکھایا جانا بعد میں ہوگا اسلئے اسکے متعلق بشارت نہیں دی۔ بشارت دہی کے وقت تو حضرت مسیح بھی پیدا نہ ہوئے تھے تو پھر آئندہ کی خبر ہوئی کہ نا۔ ماسوائے بشارت و پیشگوئی آئندہ کے متعلق تو ہوتی ہے خواہ ہزاروں سال کے بعد ہو۔ چچ حضرت مریم کے زمانہ میں ہونیوالے انور ہی سے اطلاع دینا اور انکے بعد ہونیوالے نہایت عظیم الشان امور سے محروم کرنا کس حکمت پر مبنی قرار دیا جائیگا۔ الغرض اس بشارت ملائکہ سے لاحقہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ حضرت مسیح کے علوم کتب الہی کی حد تک اس سے آگے نہیں اور یہ تسلیم مستلزم ہے عدم نزول کو کیونکہ نزول مستلزم ہے علوم قرآن کی واقفیت کو اور وہ انکے لئے معدوم ہے۔

دوسرا سوکال الیٰ بنی اسرائیل۔ معلوم ہے کہ وائسرائے مقرر کیا جائیگا مگر خوشخبری دیجاتی ہے تو دہشت ہونیکی اعلیٰ عمدہ کی بشارت دینی تھی کہ ان کی مادر مہربان کو خدا نے رحمن بشارت دیتا ہے کہ تیرا فرزند معمولی انسان نہیں ہوگا بلکہ بنی اسرائیل کا نجات دہندہ ہوگا مگر غور کرو کہ اس سے بہت زیادہ عظیم الشان بشارت سے کیوں محروم رکھا کہ انکے فرزند کی نجات دہی بنی اسرائیل کی چار دیواری سے منجاوڑ ہو کر ایک زمانہ میں اعلیٰ مسکن کو محدود و دارالبع بنا نیوالی ہے اور اس غیر معمولی رفعت کے حصول کے لئے وہ ایک دفعہ پھر اس عالم میں قدم رنجہ فرما ہونگے۔ مادر شفق کو زیادہ خوشی ایسی عظیم القدر بشارت سے ہوگی یا اس بشارت سے جسکی بدولت یہودیوں کے ہاتھوں وہ کچھ بھگتا پڑا کہ ایللی ایللی ٹھکاراٹھے۔ پس عیسوی نبوت کی حقیقت اور انکی تبلیغی کارگزاری کی وسعت جو تھی وہ تبادی گئی کہ وہ صرف بنی اسرائیل کے لئے رسول تھے و بس۔ مزید براں کچھ نہیں۔ اگر کوئی یہ بحث اولیٰ کے متعلق ہے تو سوال ہے کہ بعثت ثانیہ کے متعلق فرشتوں کیوں خاموشی اختیار کی حالانکہ کافی دلناس انکی دوبارہ بعثت ہونی تھی تو بشارت میں اولیٰ بالذکر وہی تھی غرض رسول اللہ الیٰ بنی اسرائیل

[illegible][illegible]

تبدیل فی نظر نگارنده شده که در بهانه تیر به این جهت است و ما در میان دو دین

۱۰۔ اہل بلستان قومہ فیدین لہم (ابرہیم علی) کہ رسول ہینہ پتی قوم کی زبان بولنے والا ہوتا ہے نہ بولنے والا بلکہ اس پر اسے کام قدرت مہمل ہوتی ہے جیسا کہ لیبیین لہم سے شعر ہے اور عقل بھی یہی فتویٰ دیتی ہے ورنہ تبلیغ رسالت مہم انجام نہ ہو سکے۔ حضرت یحییٰ کی زبان عجائی تھی۔ اپنی پہلی بعثت میں اسی کی مدد سے وہ اپنا فرض منصبی انصراف فرماتے تھے۔ اب جو دوباہانہ زبان ہونے کے تو تبلیغی فرض پر بندش کیونکر ہوگی۔ انکا مقام نزد دل بطریق اختلاف روایات و شوق کی شرفی جو نبی ہو یا بیت المقدس۔ اردن جو یا شکر سلیمین عبرانی تو دہاں سے مفقود ہے۔ اور شاید اسی لئے کہ تم وگوں کا بہانہ نہ ہے۔ دعوت کس زبان میں ہوگی؟ ہندوستانی زبان میں کہ ایرانی زبان میں ترکی زبان میں کہ یونانی زبان میں اگر کو عربی میں تو سوال ہے کہ کھائیگا کون اور کھائیگا کہاں؟ قدرت کا حوالہ ہوتو میں کہتا ہوں کہ انہی قدرتوں کی جولا لے دے کہ ذات شیعہ ہو کہ کیوں قرار دیتے ہو۔ عجیب تماشا ہے کہ اسکو قدرت نہیں گردانا جاتا کہ ان جیسا ایک اور یہاں ہو جائے۔ علامہ بریں علوم قرآنی نہ کھائیگا جانیگا بیان تو گذر چکا ہے کہ کتب ادبیہ کے تحقق انکا علم تو بات و انجیل پر قائم ہے۔ باب ایک ہی صورت رہ جاتی ہے کہ وہ عبرانی میں تقریر کریں اور بیت المقدس و دمشق کے لوگ۔ فہم تمہوں کے ساتھ راق ہو کہ آمان تکتے رہیں اور یہ نہ صرف آیت بالاسکندر و آیت الان پر بلکہ دل نبوی کے بھی خلاف ہے۔ سورہ عالم فرماتے ہیں لہم یبعث اللہ عن و جبرئیل نبیاً۔ اب فرق نہ کرنا ابی و مرسلہ پس حضرت مرسلہ کی بعثت انیہ کے عقیدہ کو اس اختراع سے زیادہ وقعت نہیں ہونی نہ فطرت اور قاعدہ قرآن و حدیث کے خلاف ہو۔ عقل کرو۔

۱۱۔ ۹۱۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی کما رہن اللہ استخلف الذین من قبلہم (نور)۔ تا تم النبیین کے خلیفہ کی حیثیت سے بھی ملنے نزدیکی توقع نہیں ہو سکتی کہ یہ کہیں کہایت استخلاف میں خلفاء کے لئے اول منکم کی قید نہ جو ہے کہ جو بھی خلیفہ ہوگا ہم ہی میں سے ہوگا جسکی مزید ائید اور موجودی کا اس قید سے آواز نہ ہونا آنحضرت صلعم نے اہل منکم منکم سے بنایا ہے۔ دوم کما کی قید بتاری ہے کہ خلافت کا یہاں بھی وہی ڈھنگ ہوگا جو پہلے خلاطہ پر ہے کہ کسی نہایت اہمیت کے لئے اس خیالی طریقہ پر کسی خلیفہ کی در آمد و بسر آمد پہلے نہ ہوئی تھی۔ آسمان سے کوئی خلیفہ نہیں آتا تھا۔ نہ ہزار سال کے وقفہ کے بعد کسی کے لئے یہ بعثت مقدمہ تھی۔ کما از سلطان افزوں کا مصدر راق اور الفاظ کا منطبق تیار ہوتا ہے کہ اسے ایسی وائیںجیلی میں کوئی اختلاط نہ ہوگا۔ پس نزدیکی و آواز و فو کی تمنائے بڑھ کر ورنہ نہیں کہہ سکتے۔

لکن رسول اللہ و خاتم النبیین - خاتم کے معنی آخری۔ تو وصاف ہو کر آنحضرت کے بعد کوئی بھی نہیں آسکتا۔ عیسیٰ نہ یحییٰ نہ دوان۔ موسیٰ۔ پس آمدنی کا خیال محض خیال محال ہے اور اگر خاتم کے معنی فہر کے لئے ہیں جو تقدیر کو فرض سے ثبت کیجاتی ہے تو یہی حضرت عیسیٰ کے نزول کے لئے قطعاً دلیل گنجائش میں جہاں نبوت ثابت ثمر سے صدیوں پیشتر ہی موجود تھی۔ اس سرف وہ نبوت جس کے حصول میں خاتم کو بغیر معمول دخل ہو بعد میں مل سکتی ہے ظلی ہو نیکی وجہ سے اصل سے جدا نہیں ہونی ورنہ مستقل اور غیر تبعی نبوت تو اپنا وجود آپ رکھتی ہے اور حضرت مسیح کی نبوت اسی قسم کی تھی لہذا جب بھی وہ آئینگے انکی حیثیت خاتم النبیین سے جدا نظر آئے گی اور دوحی باقی ہوگی جو آنحضرت صلعم کے بعد نہیں ہو سکتی۔ پس ہمارے غیر احمدی دوستوں کا نزول عیسیٰ کے انتظار میں دلزدان دگر گردان ہونا اور پھر اسلام کا نادان دوست بکرا لہوہیت کی تائید کے لئے چلیپا ٹی نہ ہب کی پیٹھ ٹھونکنا یا تو بصیرت سے دوری کی وجہ سے ہے اور یا غریب احمدیوں سے بیجا تعصب کی وجہ سے ان دونوں میں سے خدا انہیں برا کر دیا ہے

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

سورہ جمعہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے هو الذی بعث فی الاممیین رسولاً منهم یتلوہ انہم ایتہ ویذکرہم و یعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لشی صلال مبیان۔
 و اخرین منهم لما یلقوا بہم وهو العزیز الحکیم قبل اسکے کہیں ان آیات کے معنی اور تشریح یا ان کی روایت بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم اور احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ
 دو عظیم الشان گروہ [امت محمدیہ کے دو حصے بہت بڑی عظمت رکھتے ہیں اور وہ دو عظیم الشان گروہ
 ہیں ایک اولین کا اور ایک آخرین کا جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ثلثہ من الاولین و ثلثہ من
 الاخرین کہ ایک عظیم الشان جماعت اولین کا ہے اور ایک عظیم الشان جماعت آخرین کا ہے۔ یہ اور حضرت
 زینب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انفسی کون فی اخرہ مذکاة قوم ثانیہ مستلزم
 اولہم یا مرون بالمعدوف وینہون عن المنکر ویقاتون اھل الفتن لئلا یکن من
 کہ من امت کے آخر میں ایسی قوم ہوگی جس کا اجر اور مرتبہ وہی ہوگا جو اس امت کے اول کا ہے امت
 یہ ہے کہ وہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کریں اور مفسدین کا مقابلہ کریں گے۔

براجہد حتیٰ سائل ثلاثا و فیتنا سلمان الفارسی فوضع رسول اللہ علیہ وسلم یدہ اکا
 علی سلمان ثم قال اوکان الایمان عند النبی یا لانا لہ دجن اور خیال من ہو کلا۔
 مسیح سے مراد کہ ہم آنحضرت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ پر سورہ مجیدہ نازل ہوئی و آخر میں منہم
 مسیح مٹھری ہے اے یا بلحقوا ہم ذکر خدا تعالیٰ ایک رسول مبعوث کرے گا آخرین میں انہی میں سے
 راوی کہتا ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ اس وقت میں نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ کون ہیں جو آخرین میں رسول ہو
 آئینے تو آنحضرت نے اسکو کوئی جواب نہ دیا جب تیسری بار اس نے پوچھا تو آپ نے سلمان فارسی پر ہاتھ رکھا جو ہم
 میں اس وقت موجود تھا پھر فرمایا کہ اگر ایمان شریا کے پاس بھی جائیگا تو کئی مردان خدا یا ایک مرد خدا جو
 اہل فارس کی نسل سے ہوگا وہاں سے بھی دین کو آتا رہے گا جیسا کہ حضرت گراہی کے زمانہ میں براہ راست
 آسمان سے علم دینے لگے وہ بھی گراہی کے زمانہ میں براہ راست آسمان سے علم دیا جائیگا جو نکم جیسا کہ
 آنحضرت نے پیش گوئی فرمائی تھی آخری زمانہ میں قرآن کریم کا علم زمین سے اُٹھ جائے گا اسکا دوبارہ
 علم آسمان سے ہی حاصل ہو سکتا تھا اور وہ بھی آسمانی اور روحانی انسان کے ذریعے۔ اب اس حدیث
 سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ آخرین میں آیا وہ مسیح کون ہے وہ مسیح موسوی نہیں بلکہ وہ مسیح مٹھری ہے
 جو فارسی الاصل ہوگا اور اسی کو مسیح موسوی سے بعض مشاہدوں کی وجہ سے مسیح یا ابن مریم کا نام لیا گیا
 ہے یہی وجہ ہے۔

امام بخاری اور بخاری میں مسیح کے نزول کی پیش گوئی میں آنحضرت نے اے اممکم منکم کہنا نہ
 مسیح کی تاریخ دینے کے لئے فرمایا تھا کہ وہ ابن مریم جو تم میں سے ہوگا یعنی وہ جو مسیح
 مسیح نہیں ہوگا بلکہ مٹھری مسیح ہوگا شاید کوئی یہ کہہ سکے کہ بخاری کی اس حدیث میں جسکی امامت کا
 ذکر آتا ہے وہ مسیح کے علاوہ دوسرا امام ہوگا مگر اس خیال کی تردید صحیح مسلم کی نزول ابن مریم کی حدیث
 کردینی ہے جس میں آنحضرت مسیح کی آمد کی پیش گوئی فرما کر پھر فرماتے ہیں فامتکم کہ وہی مسیح تھا را امام
 ہوگا اور غفل اور انصاف کا بھی ہی تقاضا ہے کہ جب بُرائی میں اُمت محمدیہ کو یہود و نصاریٰ کا نام
 دیا گیا ہے تو یہی میں بھی اُمت محمدیہ فرما کر انبیاء بنی اسرائیل کا نام دیا جائے کیونکہ اس فہم الرسل
 کی اُمت کی شان کے خلاف ہے کہ یہودی تو انہیں سے نہیں اور مسیح غیروں میں سے۔ نیز یہ کہ ایک نبی
 سے دُعا کروں گا کہ اسکی موجودگی میں اُمت کا حق رکھ سکا ہے۔

مثیل مسیح کا ثبوت قرآن میں نیز آیت استجارہ میں لفظ کما بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے
 کہ اُمت محمدیہ میں میرے خلفاء میں سے کوئی نہیں آسکتا بلکہ جو ایسے ہی دند آئینے کے واسطے بعینہ مسیح موسوی

یہ موعود کے خلفاء میں سے ہیں امت محمدیہ میں خلافت نہیں کر سکتے بلکہ اُنکی ممانعت محمدیہ میں ہوتی ہے۔
 غرض مندرجہ بالا آیات اور احادیث پر مجموعی نظر ڈالنے سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہو رہے ہیں۔
 (۱) امت محمدیہ کے دو بزرگ وہ ہیں اور دونوں بہت بڑی شان رکھتے ہیں ایک قرین ہے اور دوسرا قرین۔
 (۲) اولین میں جس طرح آنحضرتؐ رسول ہو کر آیا قرین میں ایک رسول فارسی الاصل مسیح ہو کر آیا۔
 (۳) جس طرح آنحضرتؐ مگر اہی کے زمانہ میں تشریف لائے اسی طرح میں محمدی جو فارسی الاصل ہوگا وہ بھی مگر اہی کے زمانہ میں آئیگا اور قرآن کریم کا علم جو مسلمانوں سے آٹھ چکا ہوگا آسمان سے اسکا علم پا کر دوبارہ اسکی اشاعت کرئیگا اور مسلمانوں کی علمی اور عملی حالت کی اصلاح کرئیگا اور عداوت اسلام کے قوی حلائل انکے ہاتھ میں دیگیا جس سے امین کی طرح اسکی ایک ایسی جماعت تیار ہو جائیگی جو امر بالمعروف کر کے ایک طرف مسلمانوں کی اندرونی اصلاح میں کوثران ہونگے اور دوسری طرف غیر مذاہب کی طرف سے اسلام کے مقابلہ میں جو فتنہ برپا کیا جائیگا اور اسلام کی صداقت مشتبہ ہو جائیگی اس فتنہ کا مقابلہ بھی وہی کریگے اور اس طرح اسلام کی صداقت غیر مذاہب پر ثابت کر کے یہی وہی طور پر غیر مذاہب کی اصلاح اور ان پر اتمام تحت کی جائیگی۔

اب جیسا کہ صحیح بخاری میں آیا ہے وکذا لک تبعت الرسل فی نسب قہمھا
 کہ انبیاء ہمیشہ خاندانی ہوا کرتے ہیں ہم اہل فارس میں بہترین خاندان مردوں کا
 پاتے ہیں۔ چنانچہ نفاس اللغات میں لکھا ہے:- میرزا و مرزا اس لفظ بیشتر از القاب شاہان و شاہزادگان
 بود چنانچہ اے الان دیار ایران بر شاہزادگان اطلاق کند۔ کہ مرزا بادشاہوں اور شاہزادوں کا لقب ہے
 جو اب تک ایران میں شاہزادوں پر بولا جاتا ہے۔

پس حضرت نبی کریمؐ نے آخرین میں ایک فارسی الاصل رسولؐ کی بعثت کی پیشگوئی فرما کر ایک
 رنگ میں اس بات کی طرف بھی اشارہ فرما دیا ہے کہ وہ موعود مرزا ہوگا۔ گو حضرت مرزا صاحب کا خاندان
 منعیہ خاندان کہلاتا ہے مگر کچی دچی اور تائیخی داحتات اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ آپ فارسی الاصل
 ہیں اور وہاں کے شاہی خاندان میں سے ہونے کی وجہ سے آپ کے خاندان کا لقب مرزا ہے جیسا کہ مسٹر
 گرین نے جو پنجاب کے رؤساء کے حالات پر مشتمل کتاب لکھی ہے حضرت مرزا صاحب کے آباء و اجداد سے متعلق
 لکھا ہے کہ وہ بابر کے زمانہ میں سمرقند کی طرف سے آئے تھے پس حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ جس رنگ
 میں اسلام کو تقویت حاصل ہوئی اور انکی وجہ سے جس بے بسی کے ساتھ معقوبیت کے رنگ میں اسلام
 کے مقابلہ میں غیر مذاہب کی پشت پرانہ ہوئی۔ اس سے ہر ایک ذی علم و ادب اسلام کے

قدح کی نگاہ سے دیکھیں تو انکے اس احسان کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے کہ غیر مذاہب کے مقابلہ میں کیسے زبردست دلائل وہ انکے ہاتھ میں دے گئے ہیں اور احمدی آریوں اور عیسائیوں کے مذہبی فتنوں کو کس طرح پاش پاس کرتے ہیں جیسا کہ پیشگوئی میں مذکور تھا یقیناً ملون اہل الفتن جس سے صاحب انصاف غیر احمدی بھی انکار نہیں کر سکتے حالانکہ انکے بڑے بڑے مولوی اور لیڈر موجود ہیں مگر وہ انکے مذہبی فتنوں کے مقابلہ میں دم نہیں مار سکتے ۔

سوالات

- (۱) تمام غیر احمدی کیوں کافر ہیں۔ اور کس قسم کے کافر ہیں۔ کیا ایسا متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کوئی حکم خدا کی جانب سے ہوا۔ کیا نبی عربی محمد صلی اللہ علیہ علی آلہ وصحابہ وسلم کے چشمہ عرفان سے فیض یافتہ لوگ خواہ وہ فیض کتنا ہی کم ہو خارج از اسلام ہو سکتے ہیں۔
- (۲) کیا مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانا پیرئیں پر ضروری ہے۔ اور کیا جناب کی بیعت لازمی ہے۔
- (۳) کیا قرآن پاک میں مسیح اور احمدی کے متعلق کسی صریح بشارت ہے (از نوٹے نص)۔
- (۴) اگر قرآن تاہیں راہ را گید نہ کرے تو کیا احادیث و جن کا قرآن کے مقابلہ ہمیشہ ظنی ہو سکتا ہے۔
- رہنمائی کی وجہ سے اس مسئلہ موعود اور موعود کو اہمیت ہو سکتی ہے کہ اسلام احد ایمان کا مدار اس پر ہو۔
- (۵) جو غیر احمدی حضرت مسیح علیہ السلام سے حسن ظن رکھتے ہیں اگرچہ بیعت میں داخل نہیں مگر مخالف بھی نہیں ان کی نسبت کیا حکم ہے۔
- (۶) کیا چند مسائل و واقعات کی تشریح میں مسیح موعود علیہ السلام سے اور حضور سے اختلاف رائے رکھنے کے باوجود کوئی شخص سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو سکتا ہے۔

جوابات

- (۱) دنیا میں انبیاء و ائمتہ مبعوث ہوتے ہیں جبکہ اسلام انہی پر ہے اور اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ اسلام کے معنی چند مسائل کا ماننا نہیں بلکہ اسلام اس نوع کا نام ہے جو خدا کی فرمائش کے مطابق انسان میں پائی جاتی ہے اور کفر کے بھی معنی چند احکام کا ماننا یا نہ ماننا نہیں بلکہ وہ نوع انکار ہے جو بعض انسانوں میں پائی جاتی ہے۔ بعض مسائل اس نوع ایمان یا کفر کے امتحان

کے لئے خدا تعالیٰ نے تقرر فرما دیا ہے وہ بہترین ذریعہ اس مع ایمان یا ائمہ کفر کے اظہار کا ہے۔ کہیں سے ایک ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو شریعت دیکر یا نبی پر شریعت کے واسطے یا اللہ واسطے نبی بنا کر دنیا میں مبعوث فرماتا ہے جن کے اندر نوع ایمان ہوتی ہے اور انہوں نے پہلے انبیاء میں سے کسی نبی کو دیکھ کر اور پہچان کر مانا تھا ہے تو چونکہ انیوالا نبی بھی انہی کے رنگ میں رنگین اور انہی کے نقش قدم پر آتا ہے وہ فوراً اسے پہچان لیتے اور اس پر ایمان لے آتے ہیں کیونکہ جس نے پہلے کوئی چیز دیکھی ہوئی ہو وہ دوبارہ اسے دیکھے تو شبہ اور تردد میں نہیں پڑتا لیکن جن لوگوں کا پہلا ایمان صرف نام کا تھا کسی بھی پہلے نبی کی حقیقت پہچان کر انہوں نے اسے نہیں مانا تو اٹھا جیسا کہ مبعوث ہوئیو اسے کو جو پہلے نبیوں کے رنگ میں رنگین اور انہی کے قدم پر آیا تھا۔ دیکھتے ہیں تو اسکا انکار کر دیتے ہیں حالانکہ ایمان کے معنی یہ ہیں کہ کئے اندر وہ نوع اسلام ہوتی کہ جس نوع سے متاثر ہو کر انسان تمام انہی احکام کو تسلیم کر نیکے لئے اپنے سر کو خم کر دیتا ہے۔ پس مومن وہی ہے جو ایسے ماموروں کو مان لیتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ کیا نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمہ سے فیض یافتہ لوگ خارج از اسلام ہو سکتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت ارفع اور اعلیٰ ہے ایک جمہور نبی جو ایک گھرانے کے لئے ہو اس۔ فیض یافتہ بھی کبھی خارج از اسلام نہیں ہو سکتا۔ مگر فیض یافتہ ہونیکا علم و تجربہ اور امتحان سے ہوتا ہے صرف اسکی طرف منسوب ہونے سے تو کوئی فیض یافتہ نہیں ہو سکتا۔ یہ بینہ کے منافع صحبت بہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوتے ہوئے اسلام سے بے ہر دستہ اسی طرح جو شخص رسمی ایمان پر قائم ہے وہ آخرت میں صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یافتہ نہیں کہلا سکتا باقی رہا یہ سوال کہ وہ کس قسم کا کافر ہے کافر کی قسم ایک ہی ہے ہاں مابج کافر ہے مگر چونکہ درجہ کفر قلب سے تعلق رکھتا ہے اسلئے متعلق میں کچھ نہیں کہلا سکتا ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان کہلائیو الا شخص ایک ہندو سے بھی بڑھ کر اپنے دل میں خدا اور رسول کا منکر ہو اور ایک ہندو خدا تعالیٰ سے اپنے رنگ میں محبت رکھنے والا ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک عیسائی سے جس کا مذہب باقی تمام مذاہب سے اسلام کے زیادہ قریب بہت زیادہ قریب اسلام کے ہو کیونکہ اسے اسلامی احکام کی تعمیل اور اسلامی عقائد سے ایک کثیر حصہ پر ایمان لازماً ایک ایسا موقع حاصل ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں۔ پس غالب طور پر یہ اسلام کے نسبت دوسرا لوگوں کے زیادہ قریب ہے اور اسی نسبت سے اس کا درجہ کفر بھی بہ نسبت دوسروں کے ادنیٰ ہے۔

(۲) دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانا ہر شخص کیلئے ضروری ہے اس کے دوسرے حصہ کا جواب یہ ہے کہ خلیفہ وقت کی بیعت ہر انسان کے لئے ضروری ہے جتنا دل تو ایمان کی

شرائط میں داخل ہے اور جہد دوم کا جواب سورہ نور کی آیت استخلافت میں موجود ہے۔

(۳۳) تیسرے سوال کا جواب یہ ہے قرآن کریم میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق صریح بتائیں موجود ہیں۔ میرے نزدیک اسماء احمد کی آیت میں جو سورہ صفت میں ہے صریح طور پر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے نہایت ہی واضح استنباط ان آیات سے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتے جب تک کہ ان میں رسول بھیجیں پھر فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں ایک ایسا عذاب آئے گا کہ کوئی بستی اور کوئی قوم اس سے بچے گی نہ رہے گی۔ پس یہ دو آیاتیں بالصراحت اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک موعود ظاہر ہو گا اور اسے اگر احادیث کو ساتھ ملا لیا جائے تو انہیں آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مسیح اور مہدی کا نام لگایا جائے گا ورنہ ناموں کی کوئی ضرورت نہیں اصل دعویٰ تو ماموریت کا ہے تو ثابت اگر مسیح اور مہدی کا نام قرآن کریم میں کہیں بھی نہ آیا ہو لیکن اگر ایک شخص جس کی ماموریت ثابت ہو اور وہ کہے کہ میرا نام مسیح اور مہدی ہے تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ اس کا نام مسیح اور مہدی ہے۔

(۳۴) چوتھے سوال کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں بالصراحت اس بات کا ذکر موجود نہ ہو تو بھی موعود اور مہدی کا مسئلہ تو یہ شک کہ اس قدر اہم نہ ہو گا کہ اسلام اور ایمان کا دار و مدار اس پر ہو مگر ماموریت کا مسئلہ پھر بھی دیا ہی اہم رہے گا تو اسکے لئے موعود ہو سکتا ہے کوئی شرط نہیں ہوتی۔ اور خصوصاً یہ تو کوئی بھی شرط نہیں کہ اس موعود کا کوئی نام بھی رکھا جائے صرف یہ کافی ہے کہ ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ آئینہ جو بے پیلہ نبی آیا تھا وہ تو کسی کا بھی موعود نہیں تھا۔ مامور اپنے ساتھ خود نشان الہی ہے ہاں اللہ تعالیٰ اسکے کام کی سہولت کیلئے پہلے انبیاء سے بھی اسکے متعلق پیشگوئیاں کروا چھڑاتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر احسان جسکے ذریعہ سے وہ ایمان کو آسان کر دیتا ہے پس اگر کسی شخص کی ماموریت ثابت ہو قرآن کریم بتائے ہوئے معیاروں کے مطابق تو اس شخص پر ایمان لانا جزو اسلام ایمان ہو گا۔

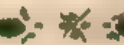
(۳۵) پانچواں سوال آپ کا یہ ہے کہ جو غیر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن ظن سمجھتے ہوں اگرچہ بیعت میں داخل نہ ہوں مگر مخالفت بھی نہ ہوں انکی نسبت کیا حکم ہے اس سوال کے جواب میں میں ایسے لوگوں سے یہی کہوں گا کہ اگر حسن تحقیق ہے تو یقیناً مرزا صاحب کا دعویٰ سچا ہے پس ایک قدم اور آگے بڑھاؤ اور خدا تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری میں داخل ہو جاؤ۔ اور اگر حسن ظن لحاظ سے تو اس غفلت کو دور کر کے یا مرزا صاحب کے مصدق بنو یا مکتذب۔

(۳۶) چھٹے سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چونکہ وہ خدا تعالیٰ کے مامور تھے کسی مسئلہ میں اختلاف رکھنا جائز نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر کسی شخص کی تحقیق بھی

اتنی کامل نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسکو شرح صدر عطا فرمائے اور وہ اپنے دل کو بعض ایسے جو وہی مسائل کے متعلق جو اصول ایمانیات میں سے نہیں ہیں حضرت اقدس کے بیانات کے مطابق تفسیر دیکھتے تو ایسے شخص کے لئے پھر بھی ضروری ہے کہ وہ بیعت میں داخل ہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ شرح صدر کرے اور اسکو وہ ایمان عطا فرمائے جسکے بعد کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا خلیفہ وقت کے مسائل فقہیہ بلکہ اعتقادیہ میں بھی اختلاف ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ اختلاف ایسا نہ ہو کہ اس سے ایک دوسرے کا کفر لازم آتا ہو یا ایک دوسرے کا مغضوب علیہم میں سے ہونا لازم آتا ہو اور بشرطیکہ اختلاف رکھنے والا شخص اپنے آپکے اس امر کا پابند کرے کہ وہ تحقیق تو کرے لیکن فساد پیدا نہ کرے اور بشرطیکہ جب کسی نظام کی پابندی ضروری ہو تو باوجود اختلاف کے نظام تسلیم کرے یا ہر نہ جائز اور اتحاد کو نقصان نہ پہنچائے ۔

کیا کفار کے بچے دوزخ میں جائیں گے؟

ہم ایک مولوی صاحب نے القیافی جہنم کل کفار عنید سے غلط استدلال کرتے ہوئے یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ کافروں کے بچے بھی دوزخ میں جائیں گے۔ یہ غلط تھا اس لئے جناب شیخ عبدالرحمن صاحب قاضی مہر فیاضیہ بسوسہ مقالہ پر قلم حقائق رقم فرمایا ہے جس سے ناظرین حظ وافر حاصل کریں گے (الٹریٹر) احادیث صحیحہ اور ائمہ کا مذہب نقل کرنے سے قبل میں اس مسئلہ کے متعلق چند آیات قرآنیہ پیش کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں آیات اگرچہ بہت ہیں اور ان سب کا مختصر میں نقل کرنا مشکل ہے مگر ذیل کی آیات میں سمجھتا ہوں اس سوال پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہیں۔



دوزخیوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سَلَامًا لِّقٰی فِیْہَا فَوْجٌ سَأَلُہُمْ خَزَنَتُہَا اَلْیٰمٰنُکُمْ نَذِیْرٌ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جِآءَنَا نَذِیْرٌ فَکَذَبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اِلٰہُ مِن شَیْءٍ اِلَّا نَحْنُ اِلٰہٌ فِیْ ضَلٰلٍ کَبِیْرٍ۔ یعنی جب کبھی جماعت دوزخ میں ڈالی جائیگی تو اسکے نگران سے سوال کریں گے کہ کیا تمہارے پاس خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی نذیر نہیں آیا جس نے تمہیں اس انجام سے ڈرایا ہو وہ جواب دیں گے ہاں ضرور آیا اور اس نے ہمیں ڈرایا لیکن ہم نے ماننے سے انکار کر دیا اور اسے جھوٹا ٹھہرایا اور کہا کہ خدا تعالیٰ نے تو تم پر کچھ نہیں نازل کیا تم محض اپنی طرف سے یہ باتیں بنا رہے ہو اس لئے تم بڑی مگر اہی پر ہو۔

اگر مولوی صاحب کا یہ کہنا درست ہے کہ جو کافر ہے عنید ہے اس لئے ہر کافر دوزخ میں جائیگا پس کفار کے چھوٹے بچے دوزخ میں ڈالے جانے سے کس طرح بچ سکتے ہیں تو فرشتوں کا ان چھوٹے بچوں سے یہ سوال کرنا کہ کیا تمہاری پاس ایسا شخص خدا کی طرف سے نہیں آیا جس نے تمہیں اس انجام سے ڈرایا ہو کیا عقل مند ی بڑبڑی سمجھا جاسکتا ہے کیا یہ سوال ہی نہیں بتاتا کہ کسی شخص کو دوزخ میں ڈالنے سے قبل اسکے پاس نذیر آیا ضروری ہے جو اس پر سخت پوری کر دے پھر انکا جواب کیا اس امر کو واضح نہیں کر دیتا کہ جب تک وہ تکذیب کر کے عنید نہ بن جائے دوزخ کی سزا کے مستحق نہیں ہو سکتے اور یہ کہ جن کی طرف نذیر آئے وہ اس سزا سے اور اس سمجھ کے آذی ہونے چاہئیں کہ وہ نذیر کی باتوں کو منکر اس پر غور کر کے اپنی مرضی اور اختیار سے انکار کریں اور وہ صرف اسی تک نہیں جانتے خود رسولوں کو گمراہی پر ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اب ہر ایک عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ کیا کفار کے بچے ان اوصاف سے متصف ہوتے ہیں کیا وہ نذیر کی باتوں کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہیں نہیں بلکہ کیا نذیر اپنے عنان خطاب کو انکی طرف پھیر سکتے ہیں لگے ایسا ہو تو کیا دنیا میں خدا کے رسول اور نبی تو کیا کوئی انہیں عقل مند بھی سمجھ سکتا ہے پھر کیا ان کے تکذیب مرزد ہو سکتی ہے اور کیا انکا مبارک شہ کے لشکر ہوا تصور میں آ سکتا ہے پس جبکہ ان میں سے ایک بات بھی ممکن نہیں تو کس کوئی عقل مند چھوٹے بچوں کے متعلق یہ فتویٰ دے سکتا ہے کہ وہ بھی عنید کافروں میں داخل ہیں اور جن اسلئے کہ کافروں کے گھر پیدا ہوئے دوزخ میں پھینکے جائینگے اگر وہ غیر امتحان کسی جگہ جانے کے قابل ہیں تو وہ جگہ جنت ہو سکتی ہے نہ کہ دوزخ کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی علیہ وسلم قال کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواک یمجود اذہ و ینصر اذہ و یمجسانہ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ عن رسول اللہ صلی علیہ وسلم عن اللہ عزوجل انه قال انی خلقت عبادی حنفاء و فی ذلک لغیرہ مسلمین پھر دوسری روایت میں آتا ہے فرمایا کل مولود یولد علی الفطرۃ فنادا الا الناس یا رسول اللہ و اولاد المشرکین قال و اولاد المشرکین۔ خلاصہ ان تمام احادیث کا یہ ہے کہ ہر بچہ خواہ وہ مشرک کا ہی کیوں نہ ہو فطرۃ اسلام پر ہی پیدا ہوتا ہے بڑا ہونے پر ماں باپ کے شرک کے نیچے آکر انکے مذہب کو اختیار کر لیتا ہے جس سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو بچہ اس عمر تک پہنچنے سے قبل ہی فوت ہو جائے جس عمر میں کہ وہ ماں باپ کے اثر کو قبول کرنے کی قابلیت حاصل کرتا ہے تو وہ فطرۃ اسلامی پر ہی فوت ہوتا ہے اور ایسی روح یقیناً دوزخ میں داخل کرنیکی بہت بہشت میں داخل کرنے کی زیادہ مستحق ہے۔

اسی طرح مندرجہ ذیل آیت بھی اسی مضمون کو وضاحت سے بیان کر رہی ہے اللہ فرماتا ہے و سبق الذین کفروا
الیٰ جہنم زمرًا حتیٰ اذا اجاءوها ففتح ابوابہا وقال لهم خزنتھا الم یاتکم رسل
منکم یتلون علیکم آیات ربکم و ینذروکم لقاء یومکم ہذا قالوا بلیٰ و لکن حقت
کلمۃ العذاب علی الکافرین۔ پہلی آیت میں جو مضمون مجمل طور پر بیان کیا گیا تھا اس میں اسکی وضاحت
اور تفصیل کر دی ہے اب ایک معمولی ثقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ بچوں پر رسول کطرح آیات اللہ پڑھ
سکتے ہیں اور کطرح انکو لقاء یوم البعث سے ڈرا سکتے ہیں۔

اگر مولوی صاحب کی بات کو صحیح تسلیم کر لیا جائے کہ ہر کافر خواہ وہ چھوٹا بچہ ہی کیوں نہ ہو دوزخ میں
تو یقیناً جن کافروں کو جہنم کی طرف لیجا یا جائیگا ان میں وہ بچے بھی ہونگے کیا ایسی صورت میں فرشتوں
کی زبان پر انکو مخاطب کرتے ہوئے یہ الفاظ زیب دے سکتے ہیں الم یاتکم رسل منکم یتلون علیکم
آیات ربکم و ینذروکم لقاء یومکم ہذا ۱۔ اور کیا ان بچوں کا اثبات میں جواب دینا راستی پر
متصور ہو سکتا ہے۔

ان دو آیتوں کے علاوہ ایک اور آیت بھی ہے جس نے عمر کے سوال کو بالکل حل کر دیا ہے اور
وضاحت سے بتا دیا ہے کہ اس عمر کا آدمی دوزخ میں جا سکتا ہے اور وہ آیت یہ ہے وہم یصطرون
ربنا اخرجننا فعل صالحاً غیر الذی کنا لفعل اولہ نعم کما یتذکر فیہ من تذکرہ
جاء کہ الذیر فذوقوا فیہم اللظالمین من نصیر۔ اس آیت کا پہلا حصہ بھی مولوی صاحب کے
خیال کی تردید کر رہا ہے کیونکہ اس میں صاف طور پر مذکور ہے کہ دوزخی چلائیے گئے اور درخواست کریں گے کہ
اب ہمیں اس جگہ سے نکال دیا جائے اب ہم وہ کام نہیں کریں گے جو پہلے کیا کرتے تھے اب مولوی صاحب سے
دریافت فرمائیں کہ بچے کو نئے کام پہلے کیا کرتے تھے جن سے اب وہ بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں اور چکو
چھوڑ کر وہ دوسرے نیک کام کرنے کا وعدہ کرتے ہیں لیکن آیت کے دوسرے حصہ نے جس میں اللہ تعالیٰ
انکی اس درخواست کا جواب دیا ہے مولوی صاحب کے خیال کا بالکل قلع قمع کر دیا ہے اگر مولوی صاحب نے اللہ
کو بے نظر رکھ کر اس مسئلہ پر غور کریں گے تو یقیناً اپنے خیال سے رجوع کریں گے۔ اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائیگا کہ
کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی جس میں کہ وہ شخص جو پندرہ نصیحت سے فائدہ اٹھانا نہ کیا خواہ شمشیر سے
فائدہ حاصل کر سکتا ہے پھر صرف یہی نہیں کہ تمہیں عمر دیکر محض تمہاری عقل پر تمہیں چھوڑ دیا گیا بلکہ تمہیں
ذکر کی طرف رہنمائی کرنے اور بصورت خلاف درزی عذاب الہی سے ڈرانے کے لئے نذیر بھی تمہارے

پاس بھیجا پس اب چونکہ مکمل طور پر تم پر حجت پوری ہو چکی ہے اسلئے عذاب کو جو حکم اب تمہارا کوئی مددگار نہیں
یہ آیت پکارا پکار کر کہہ رہی ہے کہ مزا کا مستحق وہی ہوتا ہے جس کو اتنی عمر عطا کی جائے کہ وہ نیکی اور
بدی میں تمیز کر سکے قابل ہو سکے اور پھر اسے نیکی و بدی سمجھانے کے لئے رسول بھی اسکی طرف بھیجا جائے
لیکن بچے ان دونوں باتوں سے خالی ہیں نہ تو انکو اتنی عمر بھی ملی ہوتی ہے اور نہ ہی رسول کی مادیات تک
پہنچ سکتی ہے۔

علاوہ ازیں اگر مولد یا صاحب کل کفار عنیدہ کے ہی چند الفاظ پڑھ لیتے تو کبھی بھی بچوں کو ان میں داخل
نہ سمجھتے چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مناع للظیور معتد مریب ان الذی جعل مع اللہ اھماً
آخر فالقیہ فی العذاب الشدید۔ اب کیا بچے مناع للظیور کہلا سکتے ہیں کیا وہ اپنی شر باتوں
میں حد سے گزرنے والے سمجھے جاسکتے ہیں کیا وہ خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرانے کے ترکیب
قرار دیئے جاسکتے ہیں ہرگز نہیں اور قطعاً نہیں! پھر اس صورت میں کیا عقل سلیم اسے تسلیم کر سکتی
ہے کہ بچے کفار عنیدہ میں شامل ہیں کیا یہ قول آیت کو اس کے حقیقی معنی سے پھیر کر اپنے مطلب کے مطابق
بنانے کی مذہم کوشش کے مترادف نہیں۔

چونکہ حجت کا پورا ہونا سزا کے لئے شرط ہے اسی لئے امامیث میں آتا ہے کہ جن لوگوں پر دنیا میں
حجت پوری نہیں ہوئی انکی طرف دوبارہ رسول بھیجے جائیئے چنانچہ ذیل کی حدیث وضاحت سے
اس مضمون کو ادا کر رہی ہے :- عن ابی ہریرۃ قال اذا کان یوم القیامۃ جمع اللہ تبارک
و تعالیٰ لسم الذین ماتوا فی الفطرۃ والمعنۃ والاصم والابکم والشیوخ الذین جاء الاسلام
وقد خرفوا ثم ارسل رسولاً ان ادخلوا النار فبقولہ کیف ولما یتارسل و
ایم اللہ لودخلوها لکان علیہم برداً وسلاماً ثم یرسل الیہم فیقطعہ من کان
یرید ان یطیعہ قبل قال ابو ہریرۃ اقروا ان شئتم۔

و ما کان معذبا بین حتی یتبع رسولاً تفسیر ابن جریر زیارت و ما کان معذبا بین ان سورۃ
یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی رجوحوں کو جمع کر لیا جو فترت کے زمانہ میں مر گئے اور ان کی
جتنی عقل ماری ہوتی ہے اور برے اور گنہگاروں کی اور ان پورے آدمیوں کی رجوحوں کو جو اسلام
کی آمد کے وقت عقل کھو چکے ہوتے ہیں اور انکے ہوش و حواس قائم نہیں ہوتے اور سب کو

کہیگا کہ آگ میں داخل ہو جاؤ اس فقرہ کی تفصیل دوسری احادیث میں یہ آتی ہے کہ جب بچے اور ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ عذر کریں گے کہ ہماری طرف تو کوئی رسول نہیں بھیجا گیا اور نہ ہمیں ایمان یا انکار کا موقعہ دیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب میں فرمایگا کہ کیا جو حکم تمہیں دوں اسے مانو گے وہ کہیں گے کہ ہاں تو اللہ تعالیٰ کہیگا کہ اس آگ میں کوہ پڑو وہ آگ کے قریب جائیں گے اور پھر ڈر کر واپس ہوجائیں گے اور کہیں گے کہ اسی سے بچنے کے لئے تو ہم عذر کرتے ہیں پھر ہمیں اسی میں ڈالا جاتا ہے، گویا یہ حکم بطور امتحان کے ہوگا رسول کریم صلعم فرماتے ہیں اللہ کی قسم اگر وہ داخل ہوجاتے تو آگ انہیں بد دلا دے اور سلاماً ہوجاتی وہ ان کے لئے تکلیف کا باعث نہ ہوتی بلکہ آرام کا باعث ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ انکے اس عذر کو قبول کریگا اور پھر انکی طرف رسول بھیجا پس جنہوں نے خدا کے علم میں اطاعت کئی تھی وہ اس وقت بھی اطاعت کریں گے۔

پس یہ حدیث قرآن شریف کے عین مطابق ہے اور اس حقیقت کو الم نشرح کر دیتی ہے کہ کوئی شخص بدون اتمام محبت سزا نہیں دیا جائیگا۔



اسی طرح کفار کی اولاد کے متعلق بخاری میں صریح یہ حدیث آتی ہے کہ نبی کریم صلعم معراج میں ایک بزرگ کے پاس سے گزرے اسکے ارد گرد بچے تھے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا ہذا ابراہیم وھو اولاد المساکین واولاد المشرکین قالوا یا رسول اللہ واولاد المشرکین قال نعم واولاد المشرکین یعنی یہ ابراہیم ہیں اور انکے ارد گرد یہ مسلمانوں کے بچے ہیں اور یہ مشرکین کے بچے ہیں۔ لوگوں نے تعجب سے دریافت کیا کہ کیا مشرکین کے بچے بھی جنت میں ہونگے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں مشرکین کے بچے بھی ہاں ہونگے اب اگر تمام کفار عنید ہی ہوتے ہیں اور سب دوزخ میں ہی جانا ہے تو یہ مشرکین کے بچے جنت میں کس طرح پہنچ گئے۔

اسی طرح دوسری حدیث میں آتا ہے عن سمرۃ قال سالت رسول اللہ صلعم عن اطفال المشرکین فقال هم خدم اهل الجنة اب جبکہ مشرکین کے بچوں نے جنت میں جانا ہی نہیں تو وہ جنتیوں کے خادم کس طرح ہو سکتے ہیں۔

پس قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ محبت پوری ہوئے بغیر کوئی دوزخ میں نہیں جائیگا۔

اسکے بعد ائمہ کا مذہب نقل کرنے کے بعد میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ مشترکین کے بچوں کے معاملہ میں علماء کے چار گروہ میں جو ذیل میں درج کیے جاتے ہیں :-

(۱) منهم من ذهب الى الوقوف فيهم یعنی بعض کا یہ مذہب ہے کہ انکے متعلق ہمیں کوئی رائے نہیں دینی چاہیے اور انکے مذہب کی بناء اس حدیث پر ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا یفقیل یا رسول اللہ ما یعملون قال اللہ اعلمہم اہم ایک لحاظ سے یہ مذہب درست معلوم ہو رہا ہے کیونکہ انکے متعلق آئندہ کو فیصلہ ہونا ہے جبکہ انکی طرف دوبارہ رسول بھیجے جائینگے اس لئے دنیا میں انکے متعلق نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ دوزخ میں جائینگے اور نہ یہ کہ وہ بہشت میں جائینگے چونکہ انکے دوزخی اور بہشتی ہونیکے متعلق کوئی قطعی رائے نہیں دی جاسکتی اسلئے انہوں نے اس باب سے کہ وہ دوزخی ہیں یا بہشتی خاموشی اختیار کرنے کو ترجیح دی ہے دونہ یہ تو ثابت شدہ بات ہے کہ انکو دوبارہ موقع ملے گا اور بعض ان میں سے بہشت میں جائینگے جیسا کہ میں اوپر بعض صحیح احادیث سے ثابت کر آیا ہوں۔

ومنهم من جزم لهم بالنار انکے مذہب کی بنیاد اس حدیث پر ہے کہ رسول کریم صلعم نے فرمایا ہم مع ابائہم۔

ومنهم من جزم لهم بالجنة اور انکے مذہب کی بنیاد ان احادیث پر ہے جو اوپر گزر چکی ہیں یعنی جن میں یہ ذکر ہے کہ وہ اہل جنت کے خادم ہونگے اور یہ کہ حضرت ابراہیم کے پاس جنت میں انہیں دیکھا گیا۔

ومنهم من ذهب الى انهم یمتحنون یوم القیامة فی العرصات فمن اطاع دخل الجنة ومن عصی دخل النار اخراً یعنی وہ قیامت کے روز آزمائے جائینگے جن میں جو اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا جو نافرمانی کرے گا وہ دوزخ میں داخل ہوگا ذیل دہوار ہو کر۔

آخری مذہب کے متعلق لکھا ہے :- وهذا القول یجمع بین الادلة کلھا وقد صرححت به الاحادیث المتقدمه المتعاضدة الشاهد بعضها لبعض وهذا القول هو الذي حکاه الشیخ ابوالحسن علی بن اسماعیل الاشنعی عن اهل السنة والجماعة وهو الذي نصوه المحافظ ابو کمال الیہقی فی کتاب الاعتقاد وكذلك غیره من محققى العلماء والمحافظة للاقتداء یعنی یہ قول تمام دینیوں کو اپنے اندر لئے ہوئے

ہے اور اس مذہب کی وضاحت تمام وہ احادیث کرتی ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں یہ سب احادیث تفسیر ابن کثیر میں زیر آیت وما کننا معذبین حتیٰ نبعث دسوکا بنی اسرائیل غ درج ہیں وہاں ملاحظہ ہو سکتی ہیں اور جو ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں اور ایک دوسرے کے پتے ہونے پر شاہد ہیں اور ای وہ مذہب ہے جسے الشیخ ابو الحسن علی بن اسماعیل اشعری نے تمام اہل السنۃ والجماعۃ کی طرف سے نقل کیا ہے اور یہی وہ مذہب ہے جسے حافظ ابو بکر بہیقی نے اپنی کتاب کتاب الاعتقاد میں صحیح قرار دیکر اسکی تائید کی ہے اور اسی طرح اسکے علاوہ اور محقق علماء اور انتقاد کرنے والے حفاظ نے اسکی نصرت فرمائی ہے۔ پھر الشیخ ابو عمر بن عبداللہ النمری کے اس اعتراض کا کہ اس بارے میں احادیث قوی نہیں ہیں جواب دیتے ہوئے لکھا ہے:-

الجواب ان احادیث هذا الباب منها ما هو صحيح كما نص على ذلك كثير من ائمة العلماء ومنها ما هو حسن ومنها ما هو ضعيف يتقوى بالصحیح والحسن واذا كانت احادیث الباب الواحد متصلة متعاضدة على هذا النمط افادت الحجة عند الناظر فيها۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اس بارے میں تین قسم کی احادیث آئی ہیں بعض ان میں صحیح ہیں جیسا کہ بہت سے ائمہ نے اسے بطور نص بیان کیا ہے اور بعض ان میں سے حسن ہیں اور بعض ان میں ضعیف ہیں لیکن یہ ضعیف بھی دوسری اور توثیق کی یعنی صحیح اور حسن حدیثوں سے تقویت حاصل کیے قابل حجت بن جاتی ہیں جیسا کہ عام قاعدہ ہے کہ جبکہ ایک ہی باب میں احادیث ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی ایک دوسرے کی تائید کر رہی ہوں جیسا کہ اس مسئلہ کے متعلق حدیثیں ہیں تو انکے تبتہ ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔

بیان مندرجہ بالا سے صاف ثابت ہے کہ چاروں مذہبوں میں سے ائمہ نے اسی مذہب کو ترجیح دی ہے جس میں دوبارہ موقع دیئے جائیے ذکر ہے اور محبت پوری کر نیکا تذکرہ ہے باقی مذاہب کو رد کر دیا ہے۔

شاید کسی کو یہ خیال گزرے کہ احادیث میں اختلاف ہے سو یاد ہے کہ احادیث میں کوئی اختلاف نہیں اصل بات یہ ہے کہ لوگوں نے ایک ایک ٹکڑے کو لیکر اپنے مذہب کی بنیاد رکھ دی ہے انکو آپس میں تہقیق ... دینے کی کوشش نہیں کی جنہوں نے خاموش رہنے کو ترجیح دی ہے انکے متعلق

میں آج چکا ہوں کہ ایک عتک وہ درست ہے کیونکہ انکی خاموشی صرف انکو قطعی طور پر دوزخی پہنچاتی
 قرار دینے کے متعلق ہے کیونکہ دنیا میں انکے متعلق یہ فیصلہ کرنا کہ وہ دوزخ میں یا جنتی نہ ہوں
 عقل کے ہی خلاف ہے بلکہ خود حدیث نبوی کے بھی منافی ہے چنانچہ حدیث میں صاف
 آتا ہے قلنا لا نس یا ابا حمزہ ما تقول فی اطفال المشرکین فقال قال رسول
 اللہ صلی علیہ وسلم لا یکن لہم سیئات فیعدو نہا فیکونوا من اهل النار ولکن
 لہم حسنات فیمجازوا بها فیکونوا من اهل الجنة یعنی رسول کریم صلی علیہ وسلم سے
 حکم کین کے بچوں کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا نہ تو انکی بدیاں ہیں جسکی وجہ سے وہ
 دوزخ میں جائیں گے نہ انکے دوزخی ہونیکا فتویٰ دیر اور نہ ہی انکی نیکیاں ہیں جسکی وجہ سے
 انہیں جزا دی جائے گی کہ ہم انہیں جنتی ہونیکا فتویٰ دیں۔

لیکن یہ مذہب رکھنا کہ انکا امتحان ہوگا اور وہ اپنے آئندہ اعمال کے مطابق دوزخ یا
 جنت میں جائیں گے یہ بالکل اس حدیث کے مطابق ہے چہرہ انہوں نے اپنے مذہب کی بنیاد
 رکھی ہے کیونکہ اس حدیث میں آتا ہے کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا عمل کریں گے یا کیا عمل
 کریں گے اس پر یہ فقہ ہی بتاتا ہے کہ آئندہ ان سے اعمال نہ بد ہوں گے اور چونکہ ہمیں ان آئندہ
 کے اعمال کا علم نہیں اسلئے ہم انکے دوزخی یا جنتی ہونیکا فتویٰ نہیں دے سکتے پس یہ
 مذہب جو حق مذہب کے منافی نہیں۔

باقی دو مذاہب بظاہر منافی معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ ان لوگوں کے اجتہاد کی غلطی ہے
 ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک حدیث کو لیکر اپنے مذہب کی بنیاد رکھ دی ہے حالانکہ یہ
 دونو حدیثیں امتحان والی حدیث کا نتیجہ ہیں چنانکہ امتحان کے بعد طبعاً یہ لوگ دو گروہ ہو جائیں گے
 ایک اطاعت کی وجہ سے جنت میں جائیں گے اور دوسرا عصیان کی وجہ سے دوزخ میں اس لئے
 نبی کریم صلی علیہ وسلم نے بعض کے متعلق تو فرمایا کہ وہ جنت میں تھے اور بعض کے متعلق فرمایا کہ وہ
 اپنے والدین کے ساتھ دوزخ میں ہوں گے۔ پس نہ تو یہ صحیح ہے کہ سب جنت میں جائیں گے
 اور نہ اس حدیث سے سب جنت میں ہونا نکلا ہے اور نہ ہی یہ درست ہے کہ سب دوزخ
 میں جائیں گے کیونکہ یہ عقل۔ قرآن شریف اور دیگر صحیح احادیث کے صریح خلاف ہے بلکہ چونکہ
 بعض نے نافرمانی کر کے دوزخ میں جانا ہے اسلئے نبی کریم صلی علیہ وسلم نے ان بعض کو مقررہ نظر رکھتے
 ہوئے فرمایا کہ ہم مع اباء ہم کل کے متعلق یہ الفاظ نہیں ہو سکتے ایک اور معنی بھی ان

الفائسے ہو سکے ہیں اور وہ یہ کہ انکے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا جو انکے باپوں کے ساتھ ہوا یعنی جس طرح انکی طرف رسول بھیجے گا ان پر محبت پوری کی گئی اسی طرح ان بچوں کے ساتھ بھی کیا جائیگا۔ گویا یہ سیت بلحاظ اس سلسلے کے ہے جو اتنا محبت کی غرض سے کیا جاتا ہے کہ دونوں میں داخل ہونے کے لحاظ سے اس معنی کی رہ سے کل بھی مراد ہو سکتے ہیں اگر دونوں معنوں میں سے کوئی معنی مراد نہ لئے جائیں تو یہ حدیث قرآن شریف کے صریح خلاف ہوئی کہ سبب رد کرنے کے قابل ہے کہ پہلے محققین نے تو اسے جیسا کہ میں ثابت کر رہا ہوں رد ہی کر دیا ہے مگر ہمارا فرض رد کرنے سے قبل تطبیق کی صورت نکالنا ہے نہ تطبیق ممکن ہو تو رد مند سبب نہیں اور ہمارے نزدیک مندرجہ بالا تطبیق ہو سکتی ہے اس رد کر کے کی ضرورت نہیں۔

ہندوستان میں اشاعت اسلام

قیدیوں میں تبلیغ اسلام جب حکومت بلجیم نے وہاں کے ایک مسلمان امیر کو گرفتار کر کے سزا موت کا حکم سنایا تو اس نے اس دنیا سے پلٹے پلٹے خود اس پادری کو بھی مسلمان کر لیا جو اسے مسیحیت کا پیغام نجات دیتے گئے۔ تھا۔ حضرت سید احمد چورسہ ہندی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق کتب سیر میں لکھا ہے کہ جہانگیر کی قید میں ۱۰ سال گزارا انہوں نے محض فریضہ تینوں سال انجام دی میں گزارا اور جب رہا ہوئے تو کئی سنوں ہندو نہیں رہے بلکہ ان کی برکت سے اردو اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔ ہمارے موجودہ زمانہ میں بھی مولانا محمد تقی خان غازی نے جو مجاہدین کے جد سے ساز باز رکھنے کے الزام میں کاسے پانی پیچھے گئے تھے۔ انڈیا مان کے برتے قیدیوں کو مسلمان کر لیا تھا مشرقی یورپ میں تو اسلام کی اشاعت تنہا ایک مسلمان عالم کی کوششوں کا نتیجہ تھی جو نصف سنی سے جہاد کرتا ہوا گرفتار ہو گیا تھا۔ قید کی حالت میں وہ پانچ بیڑاں اور ڈینیوشک کے درمیان صاف میں بھیج دیا گیا اور وہ اس کے غلوں و قلوب کی روشنی اس قدر پھیلی کہ تھوڑے عرصہ میں بارہ ہزار چیننگ مسلمان ہو گئے۔ اور چھٹی صدی ہجری کے وسط میں تقریباً سارا علاقہ اسلام کی برکت سے معمور ہو گیا۔

خواتین اسلام کا جذبہ تبلیغ اتاری لوگوں میں جنہوں نے مسیحی کی تلو اچھین کر اسلام کی اطاعت کا طوق پہنایا تھا وہ انہی ضعیفہ و ناتواں عورتوں کے ہاتھ تھے۔ جنہیں یہ لوگ ممالک اسلامیہ سے لونڈیاں بنا کر لے گئے تھے۔ خازان شاہ کے بھائی اور بھائیوں کو اس کی بیوی ہی نے مسلمان کیا تھا۔ اور اسی کی بدولت ایرانی حکومت ایک اسلامی حکومت بن گئی تھی۔ چغتائی خاندان مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن تھا

مگر وہ ہلاکوں کی مسلمان بیوی نے اسے جسے پہلا اسلام سے متعارف کیا۔ اور اسی کے اثر سے۔ بزرگ شاہ اور
براق خان مسلمان ہوئے۔ تاتاری فوجوں کے ہزار ہا سپاہی اپنے ساتھ مسلمان ہو کر لوٹے گئے۔ یہ
اور انہوں نے اپنے مذہب کو بھڑکڑاپنے کا فر شوہروں کا مذہب اختیار کرنے کے بجائے انہیں اور زیادہ ترانے
بچوں کو مسلمان کر لیا۔ اور انہی کی بدولت تمام بلاد تاتاری میں اسلام پھیل گیا۔ اسی طرح ملک حبش میں بھی
عورتوں نے شاعت اسلام کا کام کیا ہے۔ چنانچہ متعدد ایسے حبشی رئیسوں کا تذکرہ تواریخ میں مذکور
ہے۔ جنہیں ان کی مسلمان بیویوں نے اسلام کا حلقہ گوشہ باریا تھا۔ سنوسی مبلغین نے تو وسط افریقہ میں
مستقل طور پر عورتوں کو شاعت اسلام کیلئے استعمال کیا ہے۔ چنانچہ وہاں سینکڑوں زمانہ مدارس قائم
ہیں جن میں لڑکیوں کو اسلامی تعلیم دی جاتی ہے۔

صوفیائے کرام کا جوش تبلیغ مگر مسلمانوں میں سب سے زیادہ جو جماعت تبلیغ دین الہی کے ذوق
شوق سے گرم رہی ہے وہ وہی صوفیائے کرام کی جماعت ہے جو آج ہندوستان میں ہر مذہب و تقریباً کل
ہی غافل ہے۔ خود ہندوستان کے گذشتہ ادبیاء و صوفیاء نے جس بے نظیر استقلال اور دینی شفقت
کے ساتھ اسلام کی روٹیوں کو پھیلایا ہے وہ ہمارے آنچل کے حضرات متصفین کے لئے پنے اندر ایک
عمیق درس بصیرت رکھتا ہے۔ یہاں کے سب سے بڑے اسلامی مبلغ حضرت خواجہ عین الدین امیری رحمۃ اللہ علیہ
تھے جنکی برکت سے راجپوتانہ میں اسلام کی اشاعت ہوئی۔ اور جن کے بالواسطہ اور بلاواسطہ مریدین قطائع
ملک میں اسلام کی ترویج ہدایت لے کر پھیل گئے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی کے
اطراف میں حضرت فرید الدین گنج شمس نے علاقہ پنجاب میں حضرت نظام الدین محبوب الہی نے دہلی اور اسکے
نواح میں۔ حضرت سید محمد گیسو دراز۔ حضرت شیخ برہان الدین اور حضرت شیخ زین الدین اور آخر زمانہ میں
حضرت نظام الدین اوزنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہم نے ملک دکن میں اور دیگر اخیر میں حضرت شاہ کلیم اللہ
جہاں آبادی نے دہلی میں ہی دعوت الی الخیر اور تبلیغ اہل اسلام کی خدمت انجام دی۔ انکو علاوہ

دوسرے سلسلوں کے ادیبانے عظام نے بھی اس کام میں آن تھا کہ مستعدی سے کام لے کر پنجاب میں
سب سے پہلے اسلامی مبلغ حضرت سید اسماعیل بخاری تھے جو پانچویں صدی ہجری میں لاہور تشریف لائے
تھے وہ انکے متعلق مشہور ہے کہ لوگ ہزار ہا کی تعداد میں انکے افشاں آتے تھے اور کوئی شخص جو
ایک مرتبہ انکو عطا سن لیتا وہ اسلام لائے بغیر نہ رہتا۔ مغربی پنجاب میں اسلام کی اشاعت کا فخر سب سے
زیادہ حضرت بہاء الحق ذکر الہی کے معامل سے علاقہ بہاولپور اور شرقی سندھ میں حضرت مسید
جلال بخاری نے انکے فیضانِ عظیم سے معرفت حق کی روشنی پائی۔ اور انکی اولاد میں سے بہت سے محدثین

نے پنجاب کے بیسویں قبائل کو مسلمان کیا۔ ایک اور بزرگ حضرت سید صدر الدین اور انکے صاحب زادے حضرت حسن کبیر الدین بھی پنجاب کے بہت بڑے اسلامی مبلغ تھے۔ حضرت حسن کبیر الدین کے متعلق تواریخ میں لکھا ہے کہ انکی شخصیت میں عجیب کشش تھی۔ محض انکے دیکھ لینے سے دل پر اسلام کی عظمت و صداقت کا نقش مرسم ہو جاتا تھا۔ اور لوگ خود بخود انکے گرد جمع ہو جاتے تھے۔

ہندہ میں اشاعت اسلام کا اصل زما وہ ہے جب حکومت کا دور ختم ہو چکا تھا۔ آج سے تقریباً سو برس پہلے حضرت سید یوسف الدین پہلی شریف لاٹھ اور انکے فیض سے لوہا نڈا اسکے... خاندانوں نے اسلام قبول کر لیا۔ کچھ اور گجرات میں حضرت امام شاہ پیرانوی اور ملک عبداللطیف رح کی مساعی و اسلام کی اشاعت ہوئی۔ بنگال میں سبک پور، شیخ جمال الدین تبریزی نے اس مقدس فرض کو انجام دیا۔ جو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے ریدان خاص میں سے تھے آسام میں اس نعمت عظمیٰ کو حضرت شیخ جمال الدین فارسی اپنے راتہ لیگئے جو سلہٹ میں مدفون ہیں۔ کشمیر میں اسلام کا علم سب سے پہلے بلبل شاہ نامی ایک درویش نے باندھا۔ انکے فیض صحبت سے خود راجہ مسلمان ہو گیا۔ جو تانچوں میں صدر الدین کے نام سے مشہور ہے۔ پھر ساہیوادی پوری میں سید علی ہمدانی... سیدوں کے ساتھ یہاں شریف لاٹھ تمام خطہ کشمیر میں اس مقدس جماعت نے نور عرفان کو پھیلا دیا۔ حضرت عالمگیر علی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں سید شاہ فرید الدین نے کشتوار کے راجہ کو مسلمان کیا اور انکے ذریعہ علاقہ مذکور میں اسلام کی اشاعت ہوئی۔ دکن میں اسلام کی ابتدا پیر محمد پیر محمدایت سی ہوئی جو آج سے سات سو برس پہلے بجا پور شریف لاٹھ تھے۔ ایک اور بزرگ جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں سے تھے علاقہ مکران کی آبادی پر میر تھے۔ مدار واک کے لوگ اپنے اسلام کو حضرت شیخ اتم جوانی کی طرف منسوب کرتے ہیں جو ابراہیم عادل شاہ کے پیر طاقیت تھے۔ ناسک میں حضرت محمد صادق سرستہ اور خواجہ غون میر حسینی کی برکات روحانی اکابر تک اعتراف کیا جاتا ہے۔ مدراس بھی اپنی ہدایت کے لئے چند صاحب مال بزرگوں کا زمین منت ہی نہیں سب لیاہ مشہور سید شاہ مدفون ترچناپلی ہیں۔ دوسرے رنگ سید ابراہیم شہید ہیں جنکا مزار اردادی میں ہے اور تیسرے بزرگ شاہ محمد ہیں۔ جن کا مدفون ناگور میں واقع ہے۔ پینوگندہ کی طرف اسلامی آبادی عام طور پر اپنے اسلام کو حضرت بابائے الدین کی طرف منسوب کرتی ہے۔ جنہوں نے وہاں کے راجہ کو مسلمان کیا تھا۔

حضرات مسو فیائے کرام کی انہی تبلیغی سرگرمیوں کا اثر آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوؤں کی ایک بہت بڑی جماعت اگرچہ مسلمان نہ ہو سکی مگر اب تک اسلامی پیشواؤں کی گردید ہے۔ چنانچہ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری میں صوبہ شمال مغربی (موجودہ صوبہ متحدہ) کے ۲۲۳۶۲۳۱ ہندوؤں نے اپنے آپ کو کسی خاص دیوتا کا

رستار تیلانے کے لیے کسی مسلمان پر یا باجہا۔ یا ناف پر کیا تھا۔ افسوس کہ وہ لوگ ہندوؤں کی ایک
کثیر آبادی پر اسلام کا ایک غیر معمولی اثر چھوڑ گئے۔ مگر آج ہم اس سے بھی فائدہ اٹھانے کو قابل نہیں

واذ الصبح تشریت

حیثیت اور اخبار درکنہ میں کس طرح اور کس نسبت پر مشتمل ہو رہے ہیں اور مندرجہ بالا قرآنی پیشگوئی
کو یاد کر رہے ہیں اس کا کچھ حال ذیل کے مضمون سے آپ پر واضح ہوگا (ایڈیٹر)

دیکھ کر جس میں اخبار چھاپنے کے لئے حروف کچھ زینت پر مشتمل تھے۔ اس کمرے میں اندازاً چالیس چار سو
کرنیوال مشینیں تھیں۔ ان مشینوں سے معمولی پرنٹنگ ٹائپ کی طرح حروف کچھ نکلتے تھے۔ ہر شین کے
ساتھ ایک بورڈ لگا ہوا تھا جس حرف پر انگلی پڑتی تھی وہی حرف تازہ تازہ ڈھل کر کپڑے
ہوتا تھا۔ اس قسم کی مشینوں کو لیسوں ٹائپ مشین کہتے ہیں۔ ہر شین پر دو دو تین تین کالم
منٹوں میں کپڑے کر کے پورا اخبار ختم کر دیا جاتا ہے۔ اب ان سب نشر شدہ کپڑے کچھ بوسے کالوں
کو صفوں پر بنالیا جاتا ہے۔ اور فوراً پروف مشین سے لے کر کئی پروف پر صفوں سے لے کر جاتے
ہیں۔ چند آدھی دس بار منٹ میں کل اخبار کی صحت کر دیتے ہیں۔ جب پروف کے اغلاط کی دہائی
ہو جاتی ہے۔ ان کپڑے نشر شدہ صفوں کو ایسٹروٹائپ کمرے میں دیدیا جاتا ہے۔ پہلے ایک قسم کے خاص
کاغذ پر اس صفے کا سانچہ بنایا جاتا ہے۔ اور پھر اس کاغذی سانچے کو ایک شین میں نصف دائری
کی گولائی بن کر رکھ دیا جاتا ہے۔ اس شین میں سیسہ پگلا ہوا بھرا ہوتا ہے۔ جہاں اس کاغذی
سانچے کے ذریعہ سے ان صفوں کی کئی کئی پلیٹیں ڈھل کر نکلتی رہتی ہیں۔ اس شین ڈھلائی کرنے
کی رفتار دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔ سات پلیٹیں ایک منٹ میں ڈھل کر نکلتی ہیں اس قسم کی چار
مشینیں ایک دوسرے میں لگی ہوئی ہیں۔ کوئی بیس منٹ یا اس سے کچھ کم میں کل اخبار کے صفوں کی کافی
پلیٹیں ڈھل کر تیار ہو جاتی ہیں۔ یہ پلیٹیں ڈھل کر نکلتی جاتی ہیں۔ ایک لفٹ کے
ذریعہ سے نیچے جہاں چھپائی کرنیوال مشینیں لگی ہوئی ہیں۔ روانہ ہوتی رہتی ہیں۔ یہاں منٹوں میں
اکھو مشینوں میں فٹ کر جیتے ہیں۔ اس کمرے میں کل چھ مشینیں ہیں۔ مگر یہ مشینیں نام کے لئے تو صرف
چھ ہی ہیں۔ مگر کام مضبوط کا کرتی ہیں۔ ہر شین پر دو کمرے اخبار کی کاپیاں ایک دم چھپ جاتی ہیں
ایک مکمل اخبار میں سولہ صفے ہوتے ہیں۔ شین سے یہ دو اخبار مرے ہو اور گئے ہوئی کھنڈہ نشر شدہ

کی رفتار سے چھپ کر نکلتے ہوتے ہیں۔ آدمی کا اس میں کوئی کام نہیں۔ صرف ان گنی ہوئی گزریوں کو جو مشین خود ہی گنتی جاتی ہے۔ اٹھ بیٹا ہے۔ کاغذ چیر یہ انبا۔ چھپتا ہے۔ ایک ٹمے روں پر پشاور ہٹاؤ۔ اس کاغذ کی لمبائی پانچ میل ہوتی ہے۔ گویا یہ مشین پہلے اخبار کو چھاپتی ہے۔ پھر کاٹتی ہے۔ اس کے بعد بوائے اور گنتی ہے۔ اخبار میں کاغذ اور روشنائی جو صرف ہوتی ہے۔ وہ خود اسی کارخانہ میں تیار ہوتی ہے۔ کارخانہ میں باوجودیکہ کل کام مشینوں سے ہوتا ہے۔ پھر بھی بارہ سو آدمی اسٹاف میں ہیں۔ کاغذ دن رات برابر کام کرتا رہتا ہے۔ دن میں عموماً چار ایڈیشن اور کبھی کبھی پانچ ایڈیشن چھپ کر نکل جاتے ہیں۔ اسکی روزانہ اشاعت سو بارہ لاکھ کے قریب ہے۔ شہر میں اخبار فروشوں کے اخبار تقسیم کرنے کے لئے ٹیس چالیس موٹر ہیں۔ جو ایک لمحہ میں لندن کے کوئٹہ کو نہ پر اخبار پہنچا دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ پریس اور سائنس میں اس اخبار کے کارخانہ کی شاخیں موجود ہیں۔ وہاں بھی اسی طرح روزانہ چھپ کر اخبار شائع ہوتا رہتا ہے۔

شذرات

(رجمہ لکچر کی روشنی میں)

فرقہ پرستی اور فرقہ پرستی

ڈاکٹر زویمر مسلم ولڈ میں رقمطراز ہیں:-

”انڈر سے لکھتا ہے کہ مغربی افریقہ میں آجکل فرقہ سنوسیم کا اثر کم ہو رہا ہے لیکن سلسلہ احمدیہ جس کا مقامی مرکز (لیگوس) ہے تمام فرانسیسی مغربی افریقہ میں سرگرمی سے کام کر رہا ہے۔ اسے اس نئی تحریک میں جو بندوستانی مسلمانوں کے ماتحت جلاشی جا رہی ہے بڑا خطرہ نظر آتا ہے۔“

اس بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ قدیمی اسلامی فرقے جو اسلامی روح کے مطابق تھے ان سے کھلم کھلا جنگ کرنے کے مؤید تھے اور جو یورپین فاتحین کے خلاف جتھے بناتے تھے ایسے نئے فرقہ کے لئے میدان خالی کر رہے ہیں جن کا تصوف زمانہ حال کے سیاسی سوالات کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔“

جیسا کہ جاننے والے خوب جانتے ہیں سلسلہ احمدیہ ایک خالص مذہبی سلسلہ ہے یہ ہر جگہ اور ہر مقام پر قانون انتظام اور امن کا مؤید ہے۔ ایسا شخص جو سیاسیات میں انہماک رکھتا ہے وہ اگر ہر بات کو سیاسی رنگ سے نہ دیکھتی بڑی بات نہیں یہ بھی ممکن ہے کہ ”انڈر سے“ کو غلط اطلاع

ملی ہو لیکن ڈاکٹر زویمر نے جو بری رائے ظاہر کی ہے یہ صرف اسکے تعصب بجا کا نتیجہ ہے۔
ریگولیشن آف رپورٹس بل یعنی قانون انضباط اطلاعات -

چچ اسمبلی (یعنی مجلس کلیسیا) نے مندرجہ ذیل مطالب کا ایک ریزولوشن پاس کیا،
”یہ مجلس اخبارات کی آزادی کی اہمیت کا اقرار کرنے کے باوجود خیال کرتی ہے کہ طلاق
اور دیگر بعض اخلاقی معاملات کے متعلق مفصل رپورٹیں اور خاصہ ۱۷-۱۸ سال کے
لوجوالوں کے اخلاق کی رپورٹ میں نہایت تباہ کن اثر کر رہی ہیں۔ اسلئے ملک معظم سے
درخواست ہے کہ قانون انضباط اطلاعات کے جو ان دنوں ہاؤس آف کامنز کے پیش
ہے پاس ہونے میں آسانیاں ہم پہنچائی جاویں۔“

ہمیں اس تجویز سے کوئی اختلاف نہیں کیونکہ اسلام کسی شرمناک بات کی اشاعت کی
اجازت نہیں دیتا۔ مگر معاملہ ہمیں پختہ نہیں۔ جو ان صرف اخباروں میں ہی ایسی
باتیں نہیں پڑھتے کہ جو حزب اخلاق میں بلکہ انہیں کاروبار زندگی میں ہر جگہ ایسے معاملات
سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ناقابل فسخ ایک ہی بیوی سے نکاح کا ڈر پہلے تو لوگوں کو
مجبور کرتا ہے کہ وہ نکاح کو التواء میں ڈالتے جائیں لیکن جب زیادہ ضبط نہیں کر سکتے
تو اپنی شہوتوں کو اور طرح سے پورا کرنے لگ جاتے ہیں کیا یہ معاملہ عملاً طلاق اور
نہایت مکروہ تعدد ازواج کے مترادف نہیں؟

سائنس اور بائبل ایک عیسائی مناد لکھتا ہے: ”دی کھنایہ چاہیے کہ
اُن کا (یعنی مسلمانوں کا) قرآن ادبی تنقید کے معیار پر پورا اُترتا ہے یا نہیں۔“

ہم اپنے عیسائی دوستوں کو اس مقدمے کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو مقام
لے نے سی میں ایک مدرس پر بدینوجہ چلا یا گیا ہے کہ اس نے بعض زمانہ حال
کے علوم کی تعلیم دیکر بائبل کی بے حرمتی کی ہے اور ان سے درخواست کرتے ہیں کہ پہلے
سائنس دانوں کے ساتھ اپنے اختلافات کا فیصلہ کر لیں بائبل آکل کی تنقید کی برداشت
نہیں رکھتی۔ ریورنڈ ڈبلیو آرا سنجے گرجا سینٹ پال کے اسقف جیسے یا نثار
آدمی اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہیں کہ بائبل اور کلیسیا کے منہ عن الخطا ہونیکا عقیدہ
اب قائم نہیں رہ سکتا۔ لیکن قرآن کا یہ حال نہیں اسکا معاملہ دگرگوں ہے۔

ترکی میں احمدیت مسلم دلائل میں اخبارات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق

ذبیحہ گائے اور ہندوؤں کے وید شاستر

یہ بے کرم فراموشی فضل حسین صاحب احمدی ہمارے سنسکرت سکالرنے اس نادر
مگر اہم مسئلہ پر پہنچنے میں چار سال کے مطالعہ کا لب لباب ہر بہ نافرین ریویو اینسٹیٹیوٹ
کیا ہے چونکہ یہ مسنون بعض علمی و تاریخی حیثیت سے لکھا گیا ہے اس لئے مجھے اچھی طرح
کی موافق مخالفت نمونہ کے دل سے اس پر غور فرمائی گئی۔ (ایڈیٹر)

متعدد بار پڑھنے کے بعد اس کتاب کے دیانت کیا ہے کہ ہندوؤں کا بقر پرانے موقع پر گڈ کشی کے
خلات آمادہ فہم ہونا یا مسلمانوں کی رسم قربانی سے نفرت پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔ کیا وہ یہ... اور دیگر
شاستروں کی تعلیم کا نتیجہ ہے؟ کیا قدیم آریہ گوشت خوری اور قربانیوں سے متفرق تھے؟ یا وید اور
شاستر کا گڈ کشی اور دیگر جانوروں کو ذبح کرنے سے منع کرتے ہیں؟

ہمارے جواب حضرت کرشن قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہوتا تھا کہ:-

”ہندوؤں کو دیدوں سے پرارتہ کب بھیجی ہے کہ گائے بیل کا نہ مارنا بھی ایک عالمی
مذہبی عقیدہ سمجھا گیا ہے اور کھانا تو درکنار اس گوشت کا دیکھنا بھی اپنا نہیں کرتے“
کیونکہ وید اور دیگر مستند شاستروں میں اکثر مقامات پر گڈ کشی اور دیگر جانوروں کی قربانیوں کا
صریح الفاظ میں جو اذکار موجود ہے بلکہ کئی ایک کہنتوں میں گوشت خوری کے فوائد بھی مرقوم ہیں۔

اس پر ہم سے مطالبہ ہوتا تھا کہ اس قسم کے بعض حوالے نقل کر دیں جو ہم نے پورا کیا۔ مگر اس طرح
ہر ایک کو غلطی غلطی جواب دینا یا حوالے نقل کر کے دینا مشکل ہے اس لئے ذیل میں اس
بارہ میں چند حوالے درج کیے دیتے ہیں۔ اس مسئلہ سے دلچسپی رکھنے والے دوست بوقت ضرورت
اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

کی کھال چاہیے مگر اب گائے کے فنیج کرنے سے بڑھکر ہندوؤں کے نزدیک رکوی
گنہ گبیرہ نہیں۔ اگرچہ ابھی تک پہاڑی راجے اپنے مقدسہ رتوں میں بھینسوں
کو تلوار سے کاٹتے ہیں اور جو انہیں لکھی اور دوسری جگہوں پر دیویوں کے خوش
کرنے کیلئے یہ کام ہوتے پڑتے ہیں مگر کبھی یہ مقدسہ پرندوں سے اس طرف
خیال نہیں آتا کہ یہ اسی مذہب کے حکم کے آثار باقیہ ہیں، (۱۵: ۷۷)

اس عبارت کو پڑھکر بعض ہندو یا آریہ جسد کہہ رہا کرتے ہیں کہ اس منتر میں لفظ ”گوی“
ہے چونکہ ”گو“ کے معنی زمین بھی ہیں لہذا اس منتر کے یہ معنی ہوئے کہ ”سوم پھوٹ
ہوئے زمین پر بیٹھتے ہیں“ لیکن اس قسم کی ترکیب تاویل سے کام لینے والوں کی یاد
رکھنا چاہیے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کا ”گوی“ کے معنی ”گائے کا چمڑا“ کرنا غلط
نہیں بلکہ غلط ترجمہ وہ ہے جو سیاق کلام کے خلاف تم کرتے ہو۔ اگر ہماری بات پر اعتبار
نہ ہو تو سنو اور کان کھول کر سنو۔ تمہارے نزدیک جو سب سے بڑا لذت دان یا سگنی ہے
وہ اپنی مشہور اذیت ”نرکت“ میں حضور پورے کے ترجمہ کی تصدیق کر رہا ہے، اسکے لئے دیکھو
نرکت اور صیائے مکہ کھنڈ ۵۔ یہی نہیں بلکہ ”گوی“ کے معنی ”گائے کا چمڑا“ کرتے ہو یا سگنی
کے ثبوت یا مثال میں رگیدہ کا یہی دھولہ بالا منتر پیش کیا ہے۔ جسکے معنی آریہ سماج کے مشہور پند
راجارام صاحب پر و فیر دی نے دی کا لچ لاہور نے بایں الفاظ پیش کیا کہ ”سوم پڑتے ہوئے
گائے کے (چرم) پر بیٹھتے ہیں“ (نرکت ہندی سائنس سٹوڈی) پس جب خود نرکت کا رگوی
کے معنی گائے کا چمڑا کرتا ہے اور آریہ سماج کا مشہور منتر اس منتر کے وہی معنی کرتا ہے جو پیر
آقائے کیے تو تم کون بہ حضرت ارشن تیار یا علیہ السلام کے شریک رہ کر ترجمہ کی تکذیب کر سکتے۔
لہذا ترجمہ یہی صحیح اور مستند ہے جو حضرت اقدس نے کیا۔ پس آریہ سماج کے ترجمہ کے پتھر
انکا نہیں کیا جاسکتا کہ ویدک زمانہ میں گائے پر فرج نہ لگتیں کیونکہ سوم سے پورے کے لئے
ہر ایک کو گائے کی کھال درکار تھی اور یہی حکم تھا جب گائے فرج ہوتی ہوں۔

(دوسرا حوالہ) رگیدہ منڈل ۱۰ نرکت ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔ ۱۴۰۱۔ ۱۴۰۲۔ ۱۴۰۳۔ ۱۴۰۴۔ ۱۴۰۵۔ ۱۴۰۶۔ ۱۴۰۷۔ ۱۴۰۸۔ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰۔ ۱۴۱۱۔ ۱۴۱۲۔

”نیتاد لیڈر (کپڑے کی مانند گویا) چمڑوں کو پہنتے ہیں... مختلف علوم سے اس
 یگیہ کو دہتے ہیں“ (رگوید بھاشا کا وہ تیرہ جلد اول ص ۱۲)
 اس منتر سے کیا معلوم ہوا؟ یہی کہ دیدک زمانہ میں یگیہ کرنے والے گائے کے چمڑوں کا
 لباس بنکر پہنا کرتے تھے۔

اگر کوئی کہے کہ ہم میں تو صرف چمڑا لکھا ہے تم گائے کا چمڑا کیوں مراد لیتے ہو تو اس کا جواب
 یہ ہے کہ اصل منتر میں لفظ ”گوئیہ“ ہے جس کے معنی گائے کا چمڑا ہیں نہ کہ مطلق چمڑا۔ جیسا کہ خود بھی
 انہی ہندو جی کوٹ نوٹ میں لکھنا پڑا کہ:-
 ”گوئیہ = گو سمبندھی یعنی گائے دودھ۔ دہی۔ گھی۔ چرم وغیرہ سب کا نام گوئیہ
 ہوتا ہے“

فرمایا کہ گوئیہ کے معنی گائے کا دودھ دہی گھی اور چمڑا ہیں۔ پس یہی وجہ ہے کہ ہم نے گوئیہ کے
 معنی گائے کا چمڑا لیتے ہوئے یہ لکھا کہ دیدک زمانہ میں لوگ گائے کے چمڑوں کا لباس بن کر
 پہنا کرتے تھے۔

پس جب عام طور پر گائے کی کھالوں کا لباس استعمال میں آتا تھا تو پھر اس حقیقت سے انکار نہیں
 کیا جاسکتا کہ اس وقت کا فرق نہ ہوتا تھا کہ یہ لباس یگیہ کرنے والے گائے کے چمڑے کا لباس یا بکری کے
 تھے تو اسی نسبت سے لکھا۔ کیونکہ اس میں بھی وہی بات باقی ہوئی۔ یہ تو مشکل ہے کہ طبعی موت میں نیوالی
 گائیوں کی کھال اتار کر لباس تیار کر دیا جاتا ہو۔ علاوہ ازیں مردہ گائے کا چمڑا بھی عمدہ نہیں
 آتا کہ اس سے لباس تیار کر دیا جاسکے۔ پس یہ باتیں ثابت کرتی ہیں کہ دیدک زمانہ میں انھوں
 کی طرح ذبح گائے سے نفرت نہ تھی بلکہ اس وقت جہاں گائے کی کھالوں پر ہتھ کر لگیہ کیا جاتا تھا وہاں
 انہی کی کھالوں کا لباس بھی پہنا جاتا تھا اور یہ بھی ممکن تھا کہ کائیر یا فرادہ ذبح کی جاتی ہوں۔

(تیسرا حوالہ) یا سکشی درکت ہر یہ تالے کیسے کہ ”گوئیہ“ کے معنی گائے کا چمڑا اور بکری کا
 بطور مثال رگوید منڈل ادھیر نے لکھا کہ ”گوئیہ“ کے معنی گائے کا چمڑا اور بکری کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترجمہ۔ گائیوں کے چمڑے اور چربی سے تیار ہونے والا مضبوط ہو۔ (ذرت ادھیائے ۱۷ کھنڈ ۱۷)
 گائے کے چمڑے اور چربی سے تیار کردہ کیا مضبوط ہو؟ یا سک منی فرماتے ہیں کہ یہ منتر
 लघ्नं च रक्तं کی تعریف میں ہے یعنی اس منتر میں اس رتھ کا بیان ہے جو گائے کے چمڑے
 سے مڑا ہوا اور گائے کی چربی سے روغن کیا ہوا ہو۔

جیسا کہ پنڈت راجارام بھی لکھتے ہیں کہ:-

” رتھ پٹے سے مڑا ہوا ہوتا ہے اور چربی سے اس کے آدے وغیرہ روغن کے چمڑے کا (ذرت بھاشا)
 معلوم ہوا کہ ویدک زمانہ میں رتھوں کی ساخت میں گائے کا چمڑا اور چربی بھی استعمال میں لائی جاتی
 تھی چونکہ اس زمانہ میں رتھ کثرت سے بنتے تھے لہذا ان کو گائے کے چمڑے سے مڑھنے اور چربی سے لگانے
 سے رنگنے کے لئے گائیوں کا چمڑا اور چربی بھی کافی مقدار میں مہیا کئے جاتے ہوئے۔

کیونکہ کافی مقدار میں چربی اور چمڑا تبھی مہیا ہو سکتا ہے جبکہ گائیں زیادہ تعداد میں ذبح
 ہوتی ہوں۔

—:—:—:—

پس یہ منتر بھی اسی امر پر روشنی ڈالتا ہے کہ ویدک زمانہ میں گائے ذبح کرنے کا رواج تھا۔
 اور آدمی لوگ اس زمانہ کے بندوڑوں کی طرح گائے کے چمڑے اور چربی کے استعمال سے کسی کام پر
 نہیں لگتے تھے۔ اور یہ ممکن نہیں کہ رتھ تیار کرنے کے لئے صرف چربی اور چمڑا ہی سے لیتے ہوں اور
 اسل چیز، گوشت، پھینک دیتے ہوں۔ کیونکہ جو چربی جیسی چیز کلام میں لے آئے وہ گوشت کو
 بیک بنائے جاتے دیکھا۔

پس یہ ماننا پڑتا ہے کہ اس وقت جہاں گائے ذبح کرنے سے کسی کام کو نہ تھا وہاں اس کا
 گوشت کھانے میں بھی کسی قسم کی بچکچاہٹ نہ تھی۔

—:—:—:—

(پونکھنوا ۱۷) یا سک منی اپنی اسی کتاب (ذرت) میں فرماتے ہیں کہ گو کے معنی ماہی
 اور چربی بھی ہیں جیسا کہ ان الفاظ سے ہویدا ہے یعنی

अथापि स्नायु च स्नेहमा च

اور ان میں گوید ادھیائے ۱۷ اسٹنک سا درگ سا منتر سا کا مندرجہ ذیل لکھا ہوا ہے
 (تذکرہ نقل کرتے ہیں:-)

गोभिः सन्नद्धा पतति प्रसूते ! इत्यादि

جبر کے معنی ہیں :-

”گناہوں کا اندیشہ نہ رہی۔ اب یہی سے نیار ہوؤا بن چکے سے چھوڑا ہوؤا اڑ جاتا ہے۔“

یہ منہ تیرکان کی تعریف میں ہے۔ دکان جو گٹے کی ناز اور چربی سے تیار ہوا ہو۔

اس سے بھی یہی معلوم ہوا کہ دیدک زمانہ میں جہاں گیکہ کرتے وقت گلے کی کھالیں شمال

یہ آتی تھیں ان کا لباس بنوا کر پہنا جاتا تھا۔ بچوں پر ان کا تھڑا مل جاتا تھا انکی چربی سے

مردخون نیا کر کے بھتوں اور کماتوں پر لکھیا جاتا تھا وہاں گائے کی ناڑی یا تندی سے کمان

بھی بنائے جاتے تھے۔

اب خیال فرمائیے ہندو راجاؤں اور ان کی فوجوں کے لئے کس قدر تیرکان ہمایا کرنے

پڑتے ہوئے۔ پس اسی پر قیاس ہو سکتا ہے کہ گلا میں بھی کس قدر ذبح کی جاتی ہوں گی۔

یہ کہ یہ لوگوں کو کہہ رہی ہیں کہ جب تک گھانے پینے کی موت سے نہ مرنا اس وقت تک یہ رہا ہے

یہ فرمایا کہ (۱) بے شک بھولوں۔ مصلحتاً یہ کہہ رہا ہے کہ یہ جوتا ہے کہ بلا غور و تدبیر اس

کے لئے یہاں کو بڑا کر بھروسہ نہ کرنا چاہئے تاکہ بدنت ضرورت کام آئیں۔ پس

جب نکلے گا پھر اس کی چربی اس کی ٹانگیں وغیرہ ہر ایک چیز سے علیحدہ علیحدہ کام لیا جاتا

تھا تو کیا بات اس امر پر تسلیم کرنے میں مانع ہو سکتی ہے کہ اس وقت گائیں ذبح نہ ہوتی ہوں؟

اس کے بعد ایک ایسا ارادہ سے نقل کیا جاتا ہے کہ جس سے یہ امر واضح ہو جائے

بسم الله الرحمن الرحيم

پروانہ (۱۸۸۷ء) کے لیے

अस्मा इदं प्रभारं तु जानी वृत्ता यवगुमागतः

क्रियेयाः। गोर्न पर्व विरदा निरुक्ष्य नगां मृषा चरद्वे

جہد ۱۔ شہ اندر تیزی کرنا تھا تو جو سکوٹھ کریدال اور طاقوہ ہے پانی کو چاہتا تھا۔

زمین کی طرف) پایوں سے پیسے سے میرے دوبرہہتیار) سے گائے کے جوڑوں

لی مانند در تریو کات

یعنی اے اندہ تو باتس کے لئے درتہ (بادل) پر اس طرح ٹیڑھا ہمتیہاں چلا تبس طرح گاتے

کے جوڑوں کو کاٹا جاتا ہے۔

یہ منتر بتلاتا ہے کہ دیکھ زمانہ میں گائیں یقیناً ذبح ہوتی تھیں۔ کیونکہ مثال یا پھر اسی شے کی دی جاتی ہے جس کا غنہ میں وجود ہو یا روزمرہ کے مشاہدہ میں نظر آتی ہو۔ جب دیکھ زمانہ میں گائے کے ٹکڑے ہی نہ کیے جاتے تھے تو اس سے بادل کو تشبیہ دینا چہ معنی دارد ؟

پس اس منتر میں درتر کے ساتھ گائے کے کاٹے جانے کی مثال واضح ملتی ہے کہ رشیوں مینیوں کے زمانہ میں یقیناً گائیں کوٹی جاتی تھیں ۔

(تاہم دی حوالہ) اس جگہ کہا جاسکتا ہے کہ ”گو“ کے معنی نفس (اندریاں) یا بانی کلام بھی ہے مگر ایسا کہنے والوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس جگہ کلام یا نفس مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ یہاں گو کے ٹکڑوں کا ذکر ہے کیا نفس یا کلام کے بادل کی طرح ٹکڑے ہوتے ہیں دیکھئے سنسکرت کے مشہور فیض پنڈت رام ناتھ شاستری پروفیسر سنسکرت کانپور یونیورسٹی اس منتر کا یہی ارتھ لکھتے ہیں :-

”در تر آنر کے عضووں کے جوڑوں کو ترچھے وچ سے کاٹ ڈالئے جس طرح گوشت کے کاٹنے والے لوگ گائے کے عضو کو کاٹ کر خد کر دیتے ہیں“

اور یہی پنڈت صاحب بطور نوٹ اس منتر کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ :-

”ان دنوں دویک زمانہ گائے کا گوشت کھانا منع تھا۔“ (دویک سو فیڑی سن۔ ۱۹۵۱ء) پس جب خود ہندو فاضل بھی صریح الفاظ میں ہمارے ترجمہ اور خیال کی تائید کرتے ہیں تو پھر پتہ غلط خیالات پر جمارہے کے لئے رکیک تاویلوں سے کام لینا حق و انصاف سے بعید ہے۔ لہذا ہندو دستوں کو چاہیے کہ وہ اپنی موجودہ حالت کا مقابلہ قدیم بزرگوں کے خیال و افعال سے کر کے دیکھیں کس قدر تفاوت ہے ؟

(چھٹا حوالہ) یہاں تک تو ہم نے قرائن قویہ سے یہ ثابت کیا کہ قدیم آریہ گائے کی کھال چربی تندی ناڑی وغیرہ سے ہر قسم کا کام لیتے تھے۔ اور گائیں ذبح کرتے تھے مگر اب ہم ایک ایسا اندر رکھ دوا نقل کرتے ہیں کہ جس سے مراد قوت کا تارک کیلئے شست ہو یا بیج کا

ہندوستان قدیم لوگ گائے کا گوشت کھاتے بھی تھے۔ امید ہے کہ ناظرین اس حوالہ کو یاد کر لیں گے
تا کہ بوقت ضرورت اس سے اپنے غلطی خوردہ ہندو دوستوں کو سمجھا سکیں کہ ان کا اس زمانہ
میں گاؤں کشی پر پید کنا اور رنج و غم کا اظہار کرنا ویدک تعلیم کے خلاف اور صریح منافی ہے۔
سوملا خطہ ہو۔ اتھرو ویدکانڈ ۱۷ سوکت ۲۳ منتر ۳۹ د

एषवा अतिथिर्न होति यस्तस्मात् पूर्वो नाग्नीयात्
एतदवा उ स्वादीयो यदपि गावे क्षारं वामसं वा वक्ष्ये नाग्नीयात्
وید بھگوان حکم دیتے ہیں کہ۔

”معزز مہمان کو کھانا کھلانے سے پہلے اگر ہستی خوردہ کھائے۔
اور وہ جو گاؤں کا لذیذ دودھ اور گوشت ہے وہ تو اتھتی کو کھلانے سے پہلے ہرگز نہ
اگر گائے کا خرچ کرنا یا اس کا گوشت کھانا گناہ ہوتا جیسا کہ فی زمانہ ہندوؤں کی زبان سے
نہا جاتا ہے تو وید بھگوان کبھی بھی یہ اگیا (حکم) نہ دیتے کہ معزز مہمان کو گائے کا گوشت کھلانا
چاہیئے جب صریح اور صاف۔ واضح اور یقین۔ الفاظ میں ویدکا ارشاد موجود ہے تو اس کے
خلاف جینیوں کی دیکھا دیکھی موجودہ ہندو نسل کا مسلمانوں کو گاؤں کشی کرتے دیکھ کر
ناروا حرکات کا مرتکب ہونا درست ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔

ہاں ہم جانتے ہیں اس منتر کے واضح اور صاف الفاظ کے ہوتے ہوئے بھی بعض
زرک بوجہ ہندو سے کام لیا کہ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اس منتر میں مانس کے معنی گوشت نہیں بلکہ مقوی
غذائے گوشت کے ہیں۔ لہذا اس کے یہ معنی ہوتے کہ گوشت ہستی مہمان کو گائے کا لذیذ دودھ اور مقوی اشیاء
کھلائے۔

لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ ہندوؤں کا اس قسم کے بوجہ عذرات سے کام لینا حقیقت کے خلاف
ہے۔ کیونکہ مانس کے معنی جس گوشت کو بھی اٹھا کر دیکھو گوشت کے نظر آئیں گے۔

اور برکت کا رکاب یہ کہنا کہ مانس مقوی غذا کو کہتے ہیں درست ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ
ہر ایک مقوی چیز کا نام مانس ہے بلکہ گوشت کا نام اس لئے مانس ہے کہ یہ مقوی ہے تاہم برکت
نے مانس کی وجہ تسمیہ بتلائی ہے کہ جو من سادھک یا مقوی ہو وہ مانس ہے۔ برکت کے اس
میان سے تو یہ ثابت ہوا کہ گوشت مقوی غذا ہے نہ کہ تمام مقوی اشیاء کا نام مانس ہے۔

پس اس منتر میں "یداد ہی گوتم کشیرم و نامسم" کے معنی یہی اور صرف یہی ہیں کہ گائے کا دودھ اور گوشت نہ کرائے گا دودھ اور مقوی غذا۔

آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند جی نے بھی اپنے دید بھاش میں جہاں جہاں مانس کا لفظ آیا ہے گوشت ہی مراد لیا ہے۔ لہذا یہاں بھی مانس کے معنی صرف گوشت ہیں۔

— ۰ —

اور جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ دید مقدس گائے کے گوشت کا کھانا کھلانا گناہ نہیں بتلاتا بلکہ جائز ٹھہراتا ہے تو اس صورت میں کھاؤ کشی کے خلاف شورش برپا کرنے والوں کو اپنی ناروا اور خلاف از دید روش سے باز آجانا چاہیے۔

ان حوالوں کی موجودگی میں مزید لکھنا کچھ ضروری نہیں مگر ناظرین کی معلومات کے لئے چند حوالے دیگر شاستروں سے بھی ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں جن کا مطالعہ بتلایگا کہ زمانہ گذشتہ کے ہندو بزرگ گائے بیل کی قربانی پر پوری طرح عامل تھے (ساتواں حوالہ گوپھل کرہنیہ سوتر پر پاٹھک بنا کھنڈک)

(۹)

मन्त्रो जैन मुपल माधाय कृपया गवा यजेत जैन २

जैन लय धर्मा ५० पायसेन वा

ترجمہ مع ٹیکا۔ واسٹو بھومی پر آگ بلا کر کالی گائے کے گوشت وغیرہ سے گیہیہ کری بنیہ بکرے کے گوشت کے ذریعہ بھی یہ گیہیہ ہو سکتا ہے۔ کالی گائے کا گوشت اور سفید بکرے کے گوشت کیساتھ اگر پائیس رکھیں بھی ہو تو اور بہتر ہے اگر گوشت نہ ملے تو پائیس ہی سہی مگر یہ ادنیٰ درجہ کا گیہیہ ہو گا۔ (ترجمہ آدے فرائن سنگھ درما)

— ۰ —

اسی طرح ملاحظہ ہو

(انکھواں حوالہ) آپستنبیہ دھرم سوتر پرشن مک پٹل مک کینڈ کا مک

धेनु इहा भक्ष्यम् ॥ पेरयमाननु हमिति वाज सने धकप ॥
گائے اور بیل کا گوشت کھانے کے لائق ہے۔ کیونکہ یہ واجسنیہ مانتے ہیں صرف یہی نہیں کہ بیل کا گوشت کھانے کے لائق ہے بلکہ بیل کا گوشت میدھ (قربانی یا نذر) کے بھی قابل ہے۔

(نواں حوالہ) آپستنبیہ دھرم سوتر پرشن مک پٹل مک کینڈ کا مک

گائے کے گوشت سے ایک برس تک پتر (دوت شدہ بزرگ) ترپٹ (میر) پہنچے ہیں، بھینسے گوشت سے اس سے بھی زیادہ عرصہ تک بزرگ ترپٹ پہنچتے ہیں۔

فرمایا کہ اگر زندہ لوگ بطور فاتحہ خوانی یا شواہد میں اپنے بزرگوں کی روح کو ثواب پہنچانے کیلئے گائے کا گوشت برہمنوں یا دیگر مستحقین کو کھلائیں تو اسکے عوض انکے فوت شدہ بزرگ ایک برس تک میر ہو سکتے ہیں اور بھینسے کے گوشت سے اس سے بھی زیادہ عرصہ تک۔

اگر گائے بیل کا ذبح کر لیا اس کا گوشت کھانا حرام ہوتا تو شرابہ جیسی پوتر رسم کے موقع پر بیل کے گوشت کا کھلانا جائز ٹھہرایا جاسکتا تھا؟ پس یہ بات ہی غلط ہے کہ گائے بیل کا گوشت کھانا ممنوع ہے۔

(دسواں حوالہ) پار سکریٹری کوڑکنڈ کا کہنا ہے کہ گائے اور دھن کے لئے پشو (جائور) کا ہون کرے۔
 (ایسا جائور) جو کہ سانڈ سے یعنی بیل ہو۔ کیونکہ شولی گو سے مراد بیل ہے الہ۔
 (گیارہواں حوالہ) اشولان گریہ پوتر ادھیائے نے کوڑکا میں لکھا ہے کہ:-
 ”گائے ویکہ“

”ہتوے پاپا“ وغیرہ منتر کا جاپ کر کے اسکو مارے۔ اور اگر چھوڑ دینے کی مرضی ہو تو ”دھما تارکنا“ وغیرہ منتر کا جاپ کر کے چھوڑ دیوے۔ لیکن اسکی جگہ کسی دوسرے جانور کا گوشت ضرور ہونا چاہیے۔ کیونکہ دھوپرک سے متعلق بھوجن بغیر گوشت کے نہیں ہوتا۔

اسی قسم کے اور بھی متعدد حوالے نقل کیے جاسکتے ہیں کہ جنیس گائے بیل کا ہوم کرنا اور کھانا صاف الفاظ میں مذکور ہے مگر فی الحال انہی پر اکتفا کرتے ہوئے ذیل میں چند آراء زمانہ حال کے علماء کی نقل کی جاتی ہیں جو اس امر کی مؤید ہیں کہ ہندوؤں کے آباؤ اجداد کو گائے بیل کی قربانی کرنے یا ان کا گوشت کھانے میں کسی قسم کا پاک : تھا۔

لالہ جیپت رائے لکھتے ہیں کہ (۱) ”ویدوں میں جو شبد (الفاظ) گٹو کے لئے آیا ہے اس صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ویدک آریوں کے دلوں میں گٹو کی بڑی عزت تھی۔ گو یہ کہنا ناممکن ہے کہ وہ لوگ گوشت بالکل نہ کھاتے تھے۔ شاید یہ کہنا درست ہو گا کہ گوشت انکی معمولی خوراک نہ تھا“ (تاریخ ہند اردو ص ۹۶)

پیشتر نام ماتھ مشاستر (۲) ان دنوں (ویدک زمانہ میں) گائے کا گوشت کھانا منع تھا“ (دسواں حوالہ پرنقل کرچکا)

(۳) مشہور سنسکرت دان کو لہروک صاحب لکھتے ہیں کہ ”ہمانوں کی آمد کے وقت ہندوؤں میں گائے
فوج کی یاد دستور تھا۔ اور اسی وجہ سے ہمان کا نام گوگھن (گائے کش) پڑ گیا تھا“ (ایشیا ٹیکا لیسر جرنل جلد ۲۸۸ ص ۲۸۸)

(۴) ڈاکٹر راجندر لال متراہیل ڈی سی۔ ای۔ ای۔ ای۔ اپنی مشہور کتاب ”ہندی آراین“ میں رقمطراز
ہیں کہ ”قدیم ہندوؤں میں ایک ایسا زمانہ بھی گذرا ہے کہ جب گائے کو فوج کرتے وقت لوگوں کے دل انکو
ذرا بھی طاعت نہیں کرتے تھے۔ اور اس مبارک جانور کا گوشت نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی خوراک سمجھی جاتی تھی
اور ہمان نوازی کا امتیازی نشان ہی تھا کہ ہمان کی آمد پر اہل ہندو کھینچ کوٹی موٹی نوازی گائے فوج کھاڈے“

(۵) پنڈت شو سہا چتر ویدی لکھتے ہیں کہ ”قدیم زمانہ میں گائے بکرا۔ اور گھوڑا وغیرہ
جانوروں کے گوشت چربی کی گلیہ میں آہوتی دی جاتی تھی“ (آریہ جاتی ص ۳۹)

(۶) پروفیسر بیسن۔ ”رگ وید کے زمانہ میں ہندوؤں کی یہ حالت بتلاتے ہیں کہ وہ اپنے ہمانوں
کے لئے بیل قربانی کرتے تھے“ (تاریخ ہند اردو از لالہ جیت رائے ط ۳۵)

یہ ثابت کرنے کے لئے کہ موجودہ ہندوؤں کے آباؤ اجداد گاؤ گشی سے کسی قسم کی نفرت کا اظہار
کر کے بجا بجا شوق سے انہیں ذبح کرتے اور ان کا گوشت کھاتے تھے گیارہ حوالے اور چھ رائیں نقل
کر دیں۔ مفصل انشاء اللہ تعالیٰ بشرط فرصت پھر کہیں لکھا جائیگا۔

لیکن قبل اسکے کہ اس مضمون کو ختم کر میں ذیل میں چند حوالے دیگر جانوروں کی قربانی اور انکا
گوشت کھانے کے متعلق بھی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ امید ہے کہ انکا مطالعہ بھی دلچسپی خالی نہ ہوگا۔

(۱) برہمارنیک اپنشد ادھیائے ۱۵ براہمن ۱۵ منتر ۱۵ ”جو چاہے میرا بیٹا پنڈت بمحقق اور عالم
فاضل ہو ویدوں کا جاننے والا ہو۔ اعلیٰ مقرر عمر دراز ہو تو وہ گوشت چاول (پلاؤ) پکا کر کھاوے“

اس کا یہ مطلب ہے کہ جو عورت مرد پلاؤ کھا کر باہم طبعی کے انکے ہاں عالم فاضل دیندار پیدا ہوگا دیکھئے
گوشت کی کس قدر اعلیٰ تاثیر بیان کی ہے یعنی عالم فاضل اور دیندار میٹا گوشت کھانے سے پیدا ہوتا ہے۔

(۲) ”جامد عورت جو تھے جیسے دودھ بکھسن گئی ہو یا ہوا بھرجن اور جنگلی پرندوں کے گوشت کا پکا
ہوا بھوجن کھائے“ (آپروید ادھیائے ۱۵۔ شریر استھان)

نسب الشريخ

حاصل شریف مترجم اردو [مفتی محمد الدین صاحب ایقانی مالک کتاب گھر قادیاں فیترجم حاصل شریف

شانک کی ہے۔ ترجمہ تحت اللفظ ترمیم شد و زیر نگرانی علامہ حافظ روشن علی صاحب (۲) بعض ضروری مقامات پر حضرت خلیفۃ المسیح اول کے مفید مختصر نوٹ ابتدائیں کار آمد مضامین کی فہرست اور مفید مطلب باتیں ہیں تیشی صاحب کی محنت قابل تعریف ہے۔ جماعت احمدیہ کے احباب کو بالخصوص بہت افزائی اور ترقی دانی کرنی چاہیے۔

قیمت: جلد ۶ بجلہ کپڑا ہے جلد چرمی للہ

یعنی یہ انصاریہ کا وہ حصہ جس میں انصار اور علفاشے انصار کے سوا خ و عیالات

اور انکے فضائل و کمالات مستند ذرائع سے بہ ترتیب حروف تہجی لکھے گئے ہیں مولفہ مولوی سعید صاحبہ انصاری
دار المصنفین کا یہ سلسلہ تصانیف نہایت قیمتی معلومات کا ذخیرہ ہے۔ اور احباب جماعت اُحمدیہ کے لئے
اس کا مطالعہ از بس ضروری و نہایت مفید سمجھنا ہوں۔ اسوہ صحابہ جلد اول و جلد دوم اور اسوہ صحابیات
سیر الانصار حصہ اول۔ اور سیر الانصار حصہ دوم یہ سب کتابیں پڑھی جائیں تو وہ عہد مبارک نبوت اکمل
کے سامنے پھر جاتا ہے اور اپنے اعمال و افعال کا مقابلہ کر کے محاسبہ نفس سے تزکیہ روح کا موقع ملتا ہے۔ اور
ہر قسم کی اخلاقی و حیسانی و روحانی اصلاح میں بہترین مدد ملتی ہے۔ حجم ۲۸۰ صفحے۔ کاغذ کتابت طباعت
نہایت اعلیٰ عمدہ قیمت دو روپے آٹھ آنے ملنے کا پتہ دار المصنفین اعظم گڑھ لڑی۔

جیسی ٹریکٹ | یہ سلسلہ جاری کردہ محمد امین اینڈ سنز مالکان احمدیہ کتب خانہ قادیان نہایت مفید ہے
مشابہت مسیحین۔ پہاڑی دغل۔ ۵۵ سوالات گوشت خوری عیسائیوں کا خدا شیعہ مذہب۔ اسلام کی
برکات لائف اورشن مسیح موجودہ۔ اصول اختلاف مابین احمدی و غیر احمدی۔ حقیقی نرہ ہفت فی
سینکڑہ دور پے۔ احباب ان ٹریکٹوں کو منگوا کر سکولوں کے طالب علموں اور تمام دوستوں میں تقسیم کے
لئے اب حاصل کریں +

پنجابی منظوم رسالے | قادیانی محل ۱۸ شہادت نامہ نعمت اللہ خاں ۲۱ اقبال جلدی ۱۰

شہادت امام حسینؑ ۳۰ ہجری کا پتہ: نصیر آباد کتب خانہ قادیان

انگریزی رسالہ | لکھنؤ سے باقاعدہ نکلتا ہے ارباب کو ایسی توسیع افادت میں خاص کوشش کرنی چاہیئے اور

درخواست خریداری دعوت و تبلیغ قادیان می باشد. امیدوارم که در سالی که گذشت اگر چه این

اس خط و کتابت میں آئندہ کا لفظ ضرور لکھنا چاہیے۔ اور اگر وہ رسالے کی فہرست دار سے ایسا ہی سہی مینج

تجارت و بازرگانی و صنایع و معادن و کشاورزی و جنگل و مرتع و دامپروری و صیادگری و غیره

